

علمی دینی تحقیقی مجلہ

النظامیہ

جولائی، اگست
2011ء

(درس حدیث)

منکرین زکوٰۃ سے جنگ لڑنا

شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیقی ہزاروی

شرک اور اس کی حقیقت

ابوالفتح علی نظامی ساقی

سینہ القدس کی فعالیت اور اس کی حفاظت

مولانا نظام مرتضیٰ ہزاروی

فضائل و مسائل رمضان

علامہ فیصل عباس جمالی

جامعہ نظامیہ رضویہ

لاہور 042-37665030 شیخوپورہ 056-3786428

دارالافتاء..... آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل وقت افطار کی تحقیق.....

استاذ الاسلام تادم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ رویت ہلال

مفتی فیض الرحمن ہزاروی

روزہ، تراویح، اعتکاف اور صدقہ فطر

علامہ پیر افضل قادری

(پہلی قسط.....)

DUEL ایجوکیشن سسٹم کیا ہے؟

ڈاکٹر فوزیہ فیاض بٹ

اسلام میں گناہ گری کی ممانعت

علامہ پیر محمد تبسم بشیر ادیسی



ایبیل

بسم الله الرحمن الرحيم

مکرمی جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل عظیم اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ لطف و عنایت سے جامعہ نظامیہ رضویہ روز افزوں ترقی کی جانب گامزن ہے۔ مجلہ تعالیٰ جامعہ کا شمار صف اول کے ان اداروں میں ہوتا ہے جو نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی علوم دینیہ و عصریہ کے ماہر افراد کی کھپ مہیا کر رہے ہیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ سے سرفراغ حاصل کرنے والے ہزاروں حفاظ، قراء، علماء، مفتیان اور مذہبی اسکالرز مختلف فورمز پر باحسن طریق خدمت دین سرانجام دے رہے ہیں ہزاروں طلبہ و طالبات کے تعلیم و تعلم کے ساتھ ان کے قیام و طعام اور دیگر بنیادی ضرورتوں کا جامعہ ہی کفیل ہے اور یہ سب آپ جیسے درو دل رکھنے والے خیر حضرات کے تعاون سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

آج کے اس بد فتن دور میں جبکہ دین بیزار طبقے، لادین حلقے، سہارا جی غوغائی قوتیں اسلام کے ان قلعوں کو مٹانے اور ان کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف عمل ہیں ان مدارس دینیہ کی بقاء اور استحکام کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ طلبہ و طالبات کے قیام و طعام کے علاوہ ادارہ اور اسکی برادر کے دیگر ماہانہ اخراجات، جیری مصارف اور نئے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمیں آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ ۴۵ سالہ مشتمل شیخوپورہ میں جامعہ نظامیہ رضویہ کی برائے میں تحفظ القرآن بلاک کی تعمیر کا کام بھی لگنا ہوتا ہے اسکی سے موقوف ہے اور اہل خیر کی خصوصی توجہ کا منتظر ہے۔

آئیے!



رسول اللہ ﷺ کے مہمانوں کی خدمت میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے دنیا و آخرت کی کامیابیاں حاصل کریں۔

ہیڈ آفس: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔ 042-37657314

ایک اکاؤنٹ نمبر: مسلم کنٹرول بینک شاہ عالم مارکیٹ لاہور 10083-0 // 3461-0



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَیْکَ السَّلَامُ
النظامیہ
لاہور
شیخوپورہ
علمی، ادبی، تحقیقی مجلہ

جلد نمبر 11 شماره نمبر 7-8

جولائی / اگست 2011ء

مدیر مسئول
محمد اکرام اللہ
0300-6212350

زیر سرپرستی
جانشین مفتی عظیم پاکستان صاحبزادہ
علامہ محمد عبدالمصطفیٰ انہزوی
0300-9439464

مدیر اعلیٰ
محمد طاہر تبسم قادری
0300-9439464

نائب مدیر مسئول
حافظ نصیر احمد ہزاروی
0300-9415300

معاون مدیر
محمد رمضان سیالوی
0321-8429060

دفتر مجلہ النظامیہ
جامعہ نظامیہ رضویہ
لوہاری گیٹ لاہور
042-7665030

سرپرست نچر
صاحبزادہ غلام مرتضیٰ انہزوی
0300-4270963

ممبر شپ فیس
پاکستان سالانہ بذریعہ ڈاک
250 روپے
قیمت فی شمارہ 30 روپے

نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگاری رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

مقام اشاعت
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری
دروازہ لاہور
042-7665030

حسن ترتیب

صفحہ	عنوان
۳	حمد باری تعالیٰ
۳	مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۴	نعت رسول مقبول ﷺ
۴	مولانا صاحبزادہ قاضی عابد الدائم عابد
۵	باب الحدیث (مکرمین زکوٰۃ سے جنگ لڑنا)
۵	شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۸	شرک اور اس کی حقیقت
۸	ابوالفتح غلام مرتضیٰ ساقی
۱۷	روزہ، تراویح، اعکاف اور صدقہ فطر
۱۷	علامہ پیر افضل قادری
۲۳	مسئلہ رویت حلال
۲۳	مفتی فیض الرحمن ہزاروی
۲۹	DUEL بجو کیشن سسٹم کیا ہے؟ (پہلی قسط.....)
۲۹	فوزیہ فیاض بیٹ صاحبہ
۳۳	لیلیۃ القدر کی فضیلت اور اس کی عبادات
۳۳	مولانا غلام مرتضیٰ ہزاروی
۳۸	فضائل و مسائل رمضان
۳۸	علامہ فیصل عباس جماعتی
۴۳	اسلام میں گداگری کی ممانعت
۴۳	علامہ پیر محمد عظیم بشیر اویسی
۴۷	دارالافتاء..... آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل (وقت افطار کی تحقیق)
۴۷	استاذ الاساتذہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
	☆☆☆.....☆☆☆

حمد باری تعالیٰ عزوجل

(مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ)

کر	مجھے	درد	دل	عطا	یارب
دے	مرے	درد	کی	دوا	یارب
لاج	رکھ	لے	گنہگاروں	کی	
نام	رحمن	ہے	تیرا	یارب	
تو نے	میرے	ذلیل	ہاتھوں	میں	
دامن	مصطفیٰ	دیا	یارب		
دے	کے	لیتے	نہیں	کریم	بھی
جو	دیا	جس	کو	دے	دیا
مجھے	ایسے	عمل	کی	دے	توفیق
کہ	ہو	راضی	تیری	رضا	یارب
ہر	بھلے	کی	بھلائی	کا	صدقہ
اس	بڑے	کا	بھی	بھلا	کر
میں	نے	بنتی	ہوئی	بگاڑی	بات
بات	گبڑی	ہوئی	بنا	یارب	
مجھے	دونوں	جہانوں	کے	غم	سے
شاد	رکھ	شاد	دامنا	یارب	
تو	حسن	کو	اٹھا	حسن	کر
ہو	مع	الخیر	خاتمہ	یارب	

نعت رسول مقبول ﷺ

مولانا صاحبزادہ قاضی عابد الدائم عابدی

سب سے اعلیٰ و ذیشان ہمارا نبی
ملک خورشید تاباں ہمارا نبی
جس سے رشد و ہدایت کی نعت ملی
قاسم علم و عرفاں ہمارا نبی
ہر نبی اپنی اُمت کا سردار تھا
سب کا سردار و سلطان ہمارا نبی
جس نے سب و شتم پر بھی دی ہے دعا
بیکر عفو و احسان ہمارا نبی
میزباں جس کا خود نالائق کائنات
ایسا اللہ کا مہماں ہمارا نبی
جن کی آمد پہ رقصاں ہوئی ہے بہار
ہے وہ جان بہاراں ہمارا نبی
چاند تارے بھی چمکے ہیں جس نور سے
وہ ہے مہر درخشاں ہمارا نبی
شاہ کون و مکاں مالک دو جہاں
پر فقیری پہ نازاں ہمارا نبی
ڈرنا مت روز محشر سے عابد کبھی
ہوگا تب بھی نگہباں ہمارا نبی

باب الحدیث.....

منکرین زکوٰۃ سے جنگ لڑنا

شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے کئی قبائل نے کفر اختیار کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگوں سے کیسے لڑیں گے جب کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ کہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پس جس نے (لا الہ الا اللہ) کہہ دیا مجھ سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہوگئی۔

مگر اسلام کا حق باقی ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ان کے خلاف ضرور بغاوت کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں بے شک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے بکری کا بچہ بھی روکیں گے جو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ادا کرتے تھے تو میں اس رکاوٹ پر ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم اور کوئی بات نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کو کھول دیا پس میں نے جان لیا کہ یہی بات حق ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ ۱۸۸۱)

رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اہل عرب میں سے بعض لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کر لی، بعض نے بت پرستی شروع کر دی، بعض میلہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کی اتباع کرنے لگے اور یوں انہوں نے ختم نبوت کا انکار کر دیا اور یمامہ کے لوگ تھے اور ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ ان کے ساتھ شامل تھے بعض نے اسلام سے روگردانی نہ کی یعنی کلمہ طیبہ پر باقی رہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ عبادت رسول اکرم ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خذ من اموالہم صدقة تطہرہم وتزکيہم بها وصل علیہم ان صلواتک

سکن لہم (سورۃ توبہ آیت ۱۰۳)

ترجمہ: اے محبوب! ان کے مال سے زکوٰۃ لیجئے جس کے ذریعے آپ انہیں پاک اور بابرکت کرویں۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ بے شک آپ کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

وہ کہنے لگے کہ رسول اکرم ﷺ کا غیر ان کو پاک نہیں کر سکتا لہذا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول ہونے کی وجہ سے بے شک مشکلات کا سامنا تھا رسول اکرم ﷺ کے وصال کی وجہ سے صحابہ کرام کی بے چینی، دشمنان اسلام کی طرف سے خطرات اور خود یا رعا رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے جس صدمہ سے آپ دوچار تھے وہ کسی بھی ذی شعور شخص سے مخفی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت و استقامت کی دولت سے نوازا جس کی بنیاد پر آپ نے نظام اسلام میں پیدا ہونے والے رخنہ کا سد باب فرمایا اس وقت اگر آپ کمزوری دکھاتے اور ایسے لوگوں کو جو زکوٰۃ سے انکار کر کے بغاوت کی راہ اختیار کر چکے تھے، کھلی چھٹی دیتے تو حالات کو کنٹرول کرنا مشکل ہوتا اس لئے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی سوچ یہ تھی کہ یہ لوگ کلمہ گو ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق کلمہ پڑھنے والے کی جان اور مال کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے لہذا ان کے خلاف جہاد درست نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جس شخصیت کو اس اہم موڑ پر امت مسلمہ کی قیادت اور رسول اکرم ﷺ کی جانشینی کے لئے منتخب فرمایا تھا اس کو انشراح صدر بھی فرمایا۔ کہ اس وقت یہی فیصلہ درست ہے اور یہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ کیونکہ جس طرح نماز روزہ، بدنی عبادات فرض ہیں اسی طرح زکوٰۃ مالی عبادت کے طور پر فرض ہے اور کسی بھی فرض کا انکار کفر ہے اور اپنے شخص کے کلمہ کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر اس وقت ان کو ڈھیل دی جائے تو کوئی اسلامی شعار ان کی خواہشات کی بھیجٹ چڑھنے سے بچ نہیں سکے گا۔ اس لئے آپ نے فرمایا اگر بکری کا ایک بچہ بھی یعنی معمولی چیز بھی یہ لوگ زمانہ نبوی میں ادا کرتے تھے اور آج اس کا انکار کر رہے ہیں تو ان کے خلاف جہاد ضروری ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اس حقیقت کو واضح کاف کر دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ صائب اور درست ہے۔ درحقیقت ایک اچھے حکمران کی یہی خوبی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک میں اٹھنے والے فتنوں اور بغاوتوں کا صحیح ادارک کر کے ان کا سرکچل دیتا ہے تاکہ معاشرہ انتشار کا شکار نہ ہو اور بروقت صحیح فیصلہ کی قوت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو تقویٰ کے زیور سے مرصع ہوتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو حدیث شریف پیش کی اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد

صرف غیر مسلم کے خلاف ہوتا ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف جہاد نہیں کیا بلکہ وہ لوگ زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ کا انکار کر کے اسلام سے رُوگردانی کر چکے تھے۔ زکوٰۃ اسلامی عبادات میں اہم عبادت ہے اور یہ غرباء و مساکین کا حق ہے جس معاشرے میں زکوٰۃ کا نظام درست ہو زکوٰۃ کی وصولی اور اس کی تقسیم عدل اور دیانت پر قائم ہو وہاں افراتفری اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ غرباء کا حق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وفي اموالهم حق للسائل والمحروم۔ (سورة الزايات آیت: ۱۹)

ترجمہ: اور ان مالدار لوگوں کے مالوں میں مانگنے والوں اور محروم طبقہ کا حق ہے۔

اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: توخذ من اغنياءهم وترد على فقراءهم۔

زکوٰۃ مسلمانوں کے مالدار لوگوں سے لے کر ان (مسلمانوں) کے فقراء کو دی جائے۔

یعنی نہ تو کفار پر زکوٰۃ فرض ہے اور نہ ہی کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ محض ٹیکس نہیں بلکہ عبادت ہے اور عبادت کے لئے ایمان و اسلام ضروری ہے اور چونکہ یہ مسلمانوں کا حق ہے اس لئے کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ یا کوئی بھی واجب صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا: اخذ من اموالهم صدقة۔ (آپ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کریں۔) اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زکوٰۃ کے لئے حکومتی سطح پر نظام قائم کیا جائے اور حکومت وقت زکوٰۃ وصول کرنے اور اس کو مستحقین تک پہنچانے کا انتظام کرنے پر طریقہ نہایت درست اور اہم ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس میں بددیانتی کا عمل دخل نہ ہو جو لوگ مستحق ہیں زکوٰۃ کا مال اُن تک پہنچے اس میں رشتہ داری، سیاسی وابستگی اور دیگر عوامل کا قطعاً دخل نہ ہو اور اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ اور شرعی اصول پیش نظر رکھ کر یہ نظام چلایا جائے بلکہ اس نظام سے وابستگی کے لئے ان لوگوں کا انتخاب کیا جائے جو شرعی فقہی مسائل سے بھی واقف ہوں اور اخلاقی اعتبار سے ان کی شہرت بھی اچھی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ان کٹھن حالات میں یہ فیصلہ امت مسلمہ کے حکمرانوں کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شرعی احکام کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شرک اور اُس کی حقیقت

از قلم..... ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی
شرک بہت بڑا جرم ہے، کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے، شرک کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔

دور حاضر میں مسلمانوں کو شرک بنانے کی ایک سوچی سمجھی تحریک پورے زوروں پر ہے، جو اہل اسلام کے جائز امور کو بھی اپنی شرک ساز نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو شرک بتا دیتے ہیں، مطہر ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک تحقیق پیش خدمت ہے۔
اسے پڑھیں سمجھیں اور سادہ لوح عوام کو شرک بنانے والوں کی حقیقت کا اندازہ لگائیں۔

شرک کی مذمت:

قرآن وحدیث میں جگہ جگہ شرک کی مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الشرك لظلم عظیم..... (لقمان: ۱۳)

ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثماً عظيماً..... (النساء: ۳۸)

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس کے علاوہ ہو اس کو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اس نے بہت بڑا بہتان باندھا۔

مزید ارشاد فرمایا:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد ضلّ ضللاً بعيداً..... (النساء: ۱۱۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس کے علاوہ ہو

اس کو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو وہ بہت بڑے گناہ کی گمراہی میں پڑ گیا۔

مزید فرمایا:

ان من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة وما وارد الا للظالمين

من الصلوات (الباقی: ۶۶)

ترجمہ: بلاشبہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اللہ تعالیٰ نے جنت کو اس کے لیے حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تھے

فقال الا اتبينكم ما كبر الكبائر فلا في الاشرار والله ما (مسلم: ۱۶۲)

ترجمہ: آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو کبیرہ گناہوں میں سے سب سے

بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ (وہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ الكبائر الاشرار والله ما (مشکوٰۃ ص: ۱۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہوں میں (سب سے بڑا گناہ) شرک کرنا ہے

حدیث پاک میں ہے:

لا تشرك بالله وان قتلت وحرقت (مشکوٰۃ ص: ۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلادیا جائے۔

جب کہ ایک روایت کا مضمون یہ ہے کہ اگرچہ تجھے کاٹ (قتل کر) دیا جائے یا تجھے جلادیا

جائے (ابن ماجہ ص: ۳۰۱)

شرک کا معنی و مفہوم:

شرک: حصہ داری، ہم سہری اور ہماری کو کہتے ہیں۔

شریک: حصہ دار، ہم سہراور ہمراہ کو کہا جاتا ہے۔

شرعاً اعتقاد ہے کہ کسی اللہ تعالیٰ کی طرح مانغا یا کسی کے برابر جاننا یا اس کا ہم سہراور حصہ دار ماننا یا

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا اور اسے عبادت کے لائق سمجھنا شرک کہلاتا ہے۔ (مختصر)

شرح معانی: بے کتبہ کتب امام ربانی فقیر اول و فقیر دوم ص: ۲۶۲، فقیر سوم ص: ۲۶۲، فقیر چارہ ص: ۲۶۲

الصفات، تکمیل الایمان وغیرہ)

نوٹ: غیر مقلد نجدی وہابیوں کے مصنف محمد صادق سیالکوٹی نے ”شُرک“ کسے کہتے ہیں؟ کا عنوان دے کر لکھا ہے:

خدا کی ذات و صفات اور اس کی ہر قسم کی عبادت میں کسی کو شریک (co. sharer) جاننا شرک (partnership) کہلاتا ہے۔ (النور التوحید: ۱۳۸)۔

اقسام شرک:

شرک کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں (۱) شرک فی الذات (۲) شرک فی الصفات (۳) شرک فی العبادت۔

شرک فی الذات:

اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کسی اور کی ذات یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ جیسا سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے؟ وہ واجب الوجود، قدیم، الہ، معبود، معبود، مستقل بالذات یعنی ازلی ابدی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا اس کی اولاد نہیں، ماں باپ، خاندان، قبیلہ اور وطن نہیں۔ وہ نسل، نسب اور برادری سے پاک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، اس نے سب کو پیدا کیا ہے لیکن اسے کسی نے پیدا نہیں کیا اسے نیند، اوجھ اور موت نہیں آتی، وہ بھول، چوک ٹھکن، جہل وغیرہ سے پاک ہے۔

اب اسی طرح کسی اور کی ذات تسلیم کی جائے اور یہ باتیں اس میں مانی جائیں تو یہ شرک فی الذات ہوگا۔ الحمد للہ: کوئی عام مسلمان بھی یہ باتیں باقی مخلوق تو رہی ایک طرف، رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک میں بھی نہیں مانتا۔

ہمارے نزدیک ساری مخلوق سمیت آپ ﷺ بھی ممکن الوجود اور حادث ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محتاج اور انسانی و بشری اوصاف سے متصف تھے گو دوسروں سے امتیازی شان کے ساتھ ہی تھے۔

شرک فی الصفات:

اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کرنا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جیسی صفتیں کسی اور

میں تسلیم کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کیسی ہیں؟ ازلی، ابدی، مستقل، غیر فانی اسے وہ صفات کسی نے عطا نہیں کیں اور نہ ہی وہ ان صفات میں کسی کا محتاج ہے یہ عقیدہ کسی اور کے متعلق رکھنا شرک فی الصفات ہے۔

الحمد للہ: ہم مسلمان اس شرک سے بھی محفوظ ہیں، ہمارے نزدیک خود رسول اللہ کی صفات بھی حادث اور غیر مستقل ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئیں اور ان صفات میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں آپ اپنی صفات میں بھی دوسرے لوگوں سے ممتاز ہیں۔

ان دونوں قسموں کی تردید کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ليس كم مثله شئى : (الشورى: ۱۱)

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، نہ ذات میں نہ ہی صفات میں۔ مزید فرمایا:

قل هو الله احد، الله الصمد، لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفواً احد۔

ترجمہ: اے محبوب! آپ اعلان کر دیں اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جتنا ہے اور نہ ہی اسے کسی نے جتنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

شرک فی العبادت:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو عبادت لائق قرار دینا کیونکہ عبادت کے لائق فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے مخلوق میں سے کسی نبی، ولی، بزرگ کو بھی خواہ رسول اکرم ﷺ ہی کیوں نہ ہوں عبادت کے مستحق سمجھنا شرک فی العبادت کہلاتا ہے۔

الحمد للہ! مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کسی نبی، ولی، فرشتے اور جن وغیرہ کی عبادت نہیں کرتے، مسلمان آج بھی یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ۔

شرک کی اس قسم کی تردید کے متعلق ارشاد فرمایا:

ولا يشرک بعبداء ربہ احد۔ (الکہف: ۱۱۰)

ترجمہ: اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔..... مزید فرمایا۔

والہکم الہ واحد، (البقرہ: ۱۶۳)

ترجمہ: اور تمہارا معبود (صرف) ایک ہی معبود ہے۔..... مزید فرمایا۔

وقضى ربك ألا تعبدوا الا اياه۔ (الاسراء: ۶۳)

ترجمہ اور تفسیر پروردگار کا فیصلہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔

لفظی اشتراک کی وضاحت

سوال: اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ جب شرک فی العفات منع ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی حاجت روا، مشکل کشا، مددگار و شافی الہی اور داعی الطام کہا جاتا ہے حالانکہ یہی صفتیں بندوں میں بھی ملتی جاتی ہیں تو کیا یہ شرک نہیں؟

جواب: یہ ہے کہ ہمیشہ بات ایک لفظ اللہ تعالیٰ ہی پر چلتی رہے اور اسی لفظ کا اطلاق مخلوق پر بھی ہوتا ہے، اسے ”اشترک لفظی“ کہا جاتا ہے اور یہ چیز قرآن وحدیث اور دوزمرہ کی بیل چال میں بہت عام ہے لیکن چونکہ قرأت کے بدل جانے سے لفظ کے معنی و مہم میں بھی بہت ساری تبدیلی آجاتی ہے اس لئے اسے اشتراک قرار نہیں دیا جاتا، کیوں کہ جب ایک لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاتا ہے اور وہی مخلوق کے لئے بولا جائے تو قلت اری تعالیٰ کے لئے اس لفظ کا استعمال اور ہوتا ہے جب کہ مخلوق کے لئے وہ لفظ کسی اور معنی میں استعمال ہوتا ہے چونکہ شرک میں برابری ہوتی ہے اس لئے جب تک یہ معنی میں برابری نہ پائی جائے شرک نہیں ہو سکتا۔

اس کی چند مثالیں ہم اس مجلہ سے ہی خوش خدمت ہیں:

ان الناس لرواف رحیم، (البقرة: 133)

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رواف رحیم کہا ہے:

بالمومنین رواف رحیم، (التوبة: 128)

اللہ تعالیٰ ”اعلیٰ“ ہے، سب اسم ربك الاعلیٰ (الاعلیٰ: 1)

یہی لفظ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے بولا گیا ہے: انتک انت الاعلیٰ، (طہ: 28)

تمام ایمان والوں کو بھی ”اعلیٰ“ فرمایا: وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔

(آل عمران: 139)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: وانتم الاعلون، (مجاد: 35)

اللہ تعالیٰ عظیم ہے: وہو العلی العظیم، (البقرة: 255)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے لئے کہا ہے: وانت لعلی خلق عظیم، (القلم: 3)

اللہ کریم ہے: یا ایہا الانسان ما غرت بربک الکریم، (الانفطار: 6)

جولائی، اگست 2011ء

اس نے اپنے حبیب کو بھی کریم کہا ہے، انه نقول رسول کریم، (التکویر: 19)

اللہ مولیٰ ہے: انت مولنا، (البقرة: 289)

مزید فرمایا: بل اللہ مولکم، (آل عمران: 15)

اس نے حضرت جبریل علیہ السلام اور ایک بندوں کو بھی مولا کہا: فان اللہ هو مولہ

وجبریل وصالحه المؤمنین، (التحریم: 3)

اللہ سب سے ان اللہ بکل شئی علیم، (البقرة: 231)

اس نے بندوں کو بھی علیم کہا ہے: وفوق کل ذی علم علیم، (یوسف: 62)

اللہ ہی ”وقی“ ہے اور اس کا رسول اور ایمان والے بھی ولی ہیں۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا، (المائدہ: 55)

اللہ تعالیٰ صراطِ تیمم کی ہدایت دیتا ہے: قل للہ المشرق والمغرب یهدی من یشاء

الو صراط مستقیم، (البقرة: 132)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی صراطِ تیمم کی ہدایت دیتے ہیں:

وانک لتھدی الی صراط مستقیم، (الشوری: 52)

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں دیتے والے ہیں (داتا) ہیں۔

سبوتہما اللہ من فضلہ ورسولہ، (التوبة: 59)

اللہ اور اس کا رسول بھی کرتے والے (غریب و غار) ہیں۔

اغفہم اللہ ورسولہ من فضلہ، (التوبة: 53)

اللہ شہید ہے: واللہ شھیدی علی ما تعلمون، (آل عمران: 94)

اور رسول بھی شہید ہیں: وکون الرسول علیکم شھیداً، (البقرة: 133)

آج ایک فرقہ اپنے لاگوں کو بھی شہید کہتا پھرتا ہے۔

حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے: الحمد لله رب العالمین، (الفاتحہ: 1)

اور قرآن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”حمد“ فرمایا دیا ہے: محمد رسول اللہ (الفتح: 29)

جس کا معنی ہے: الذی یحمد حمداً بعد حمد مرة بعد مرة کثراً بعد کثرة۔

ترجمہ: وہ ذات جس کی بار بار تحریف ہوئی رہے اور کئی حمد نہ ہو۔

نو ثابت ہوا کہ حمد، حق سے لایا گیا ہے یہی حق ہے۔

اللہ سمیع وبصیر ہے: ان الله كان سميعا بصيرا۔ (النساء: ۵۷)

اس نے ہر انسان کو سمیع وبصیر بنایا ہے: فجعلناه سميعا بصيرا۔ (الدھر: ۲)

اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے:

الله يتوفى الانفس حين موتها۔ (الزمر: ۴۲)

ملک الموت اور دیگر فرشتے بھی موت دیتے ہیں: قل يتوفكم ملك الموت۔ (السجدہ: ۱۱)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: اذا جاء احدكم الموت توفته رسلنا۔ (الانعام: ۲۱)

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا: الذين تتوفهم الملكة طيبين۔ (النحل: ۳۲)

علاوہ ازیں قرآن مجید اور احادیث مقدسہ میں بہت ساری ایسی مثالیں موجود ہیں کہ سمجھ دار لوگوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مذکورہ الفاظ خالق اور مخلوق دونوں پر بولے گئے ہیں لیکن شرک نہیں کیونکہ اس کے معنی و مفہوم میں برابری نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ اللہ کی یہ صفات ذاتی مستقل، دائمی اور قدیم ہیں جبکہ مخلوق کی یہ صفات عطائی، غیر مستقل، غیر دائمی اور حادث ہیں ایسے ہی محبوبان خدا کو حاضر و ناظر، غیب جاننے والے، مددگار، مشکل کشا، حاجت روا اور داتا وغیرہ کہنا جائز ہے شرک نہیں کہ وہ ان تمام صفات و مراتب میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

درج ذیل مضمون بغور ملاحظہ فرمائیں اور اپنے عقائد کی اصلاح کریں۔

کیا اللہ کافی نہیں؟

عوام الناس کو ورغلائے کے لیے عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ نبی، ولی کو مشکل کشا، حاجت روا، غوث اور مددگار ماننے کی ضرورت نہیں کیوں کہ ”ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے“۔

جواب۔۔۔ گذارش ہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے کافی ہونے کا انکار نہیں کرتا لیکن اس جملے کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے ”اللہ کافی ہے“ تو اب نبیوں، ولیوں کی کوئی ضرورت نہیں ان سے رابطہ نہیں کرنا چاہیے وہ کچھ نہیں دے سکتے۔

کیوں کہ اگر یہ بات درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنا نائب و ترجمان بنا کر دنیا میں بھیجتا ہی کیوں؟ مخلوق کو ان سے رابطے کا حکم کیوں دیتا؟ قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی عظمتیں کیوں کرتا؟ انہیں اپنا گروہ اور اپنی جماعت نہ کہتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون۔ (المجادلہ: ۲۲)

ترجمہ: یہ سب اللہ کی جماعت ہے، خبردار بے شک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

اور ارشاد فرمایا: انما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا۔ (المائدہ: ۵۵)

ترجمہ: تمہارا مددگار صرف اللہ اس کا رسول اور تمام مؤمن ہیں۔

اگر نبیوں، ولیوں کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ تمہاری اپنی بات ہی فرما دیتا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام بھی فائدہ دیتے ہیں اگر اللہ کو کافی سمجھتے ہوئے مشکل کے وقت حکیموں، وکیلوں، افسروں اور حاکموں کے پاس جانا شرک نہیں تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کافی یقین کرتے ہوئے اس کے نمائندوں یعنی نبیوں، ولیوں کی بارگاہ میں حاضری دینا بھی توحید کے خلاف نہیں ہے اگر صرف اللہ ہی کافی ہے تو بتائیے!

کلمہ میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کیوں ہے؟

قرآن میں اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کیوں ہے؟

قرآن کے ساتھ حدیث اور تفسیر وغیرہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اور دیگر احکام شرع کی عملی صورت کے لیے رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا حکم کیا ہے؟

معلوم ہوا کہ ”اللہ کافی ہے“ کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی، ولی کچھ نہیں کر سکتے ان کے پلے میں کچھ نہیں وہ بے اختیار ہیں ان سے رابطہ کرنے سے توحید کی مخالفت ہوتی ہے نہیں۔۔۔ اور بالکل نہیں۔۔۔ بلکہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کو کفایت کرتا ہے یعنی ہر ایک کو اس کے منصب و مرتبہ کے لحاظ سے نوازتا ہے عام بندوں کو ان کی حیثیت سے اور اپنے محبوبوں کو ان کے رتبہ کے لحاظ سے نوازتا ہے اور اس کے اذن سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام بندوں کو نوازتے ہیں اور نعمتیں دیتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

انما انا قاسم وغنائن واللہ يعطی۔ (بخاری شریف ۱/۳۳۹)

ترجمہ: میں ہی (نعمتیں) تقسیم کرنے والا ہوں اور غنائن جمع رکھنے والا (خزانچی) ہوں اور

اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

مزید فرمایا: قاللہ کافیکم ورسولہ۔

ترجمہ: پس تمہیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔ (طبرانی کبیر ج ۱، ص ۱۲۲، مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۵۰)

قرآن پاک میں تو یہاں تک فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (الانفال: ۲۴)
ترجمہ: اے نبی! آپ کو اللہ (جس کا آپ کے پیروں کے پیچھے ہیں) کے پیچھے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔
صرف اللہ کافی ہے، کافر و کافرانے اس آیت کو نہیں جانے؟

داتا گنج بخش:

برحق پروردگار اصل خزانہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، وہی ان کا حقیقی مالک و تصرف ہے۔ مخلوق میں کوئی بھی ایسی شے نہیں ہے جو اس کے بغیر کسی شے کا مالک نہیں ہو، اللہ تعالیٰ نے فیض اپنے کرم سے اپنے پیاروں کو خواہ مخواہ عطا فرماتے ہیں اور ان کی قسم فرماتے کا بھی اختیار دیا ہے۔

هَذَا عَطَاءُ تَقَاتُلِ وَأَوَامِلِكُ (ص: ۳۹)

ترجمہ: (اے سیدنا!) یہ تیری عطا ہے جس (پا ہوا) کی لاش دیا اپنے پاس رکھو۔

ترجمہ: فرمایا: وہاں عطاء رکھنا منظور (الاسراء: ۲۰)

ترجمہ: مجھ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو، میرے رب کی عطا پر کوئی پابندی نہیں۔

فرمایا فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ (التوبة: ۵۹)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ راضی ہو جائیں اس پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول عطا کرے اور کہیں میں اللہ ہی کافی ہے، ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو ہے گا اپنے فضل سے اور اس کا رسول (جس کا آپ کے پیچھے ہیں) کا۔

☆☆☆☆☆

شکایتِ کفر

۱۔ اپنی قسمت کی اور کوہان کی۔ ۲۔ اوکا دے کر اپنے آپ کو بکری کی۔ ۳۔ اپنی ذاتی مکان پر سے ہونے لگی۔ ۴۔ کبھی بھول کر بھی باپ اور کھانسی۔ ۵۔ غیر کے سامنے اپنے دوست کی۔ ۶۔ بیوی کے سامنے اس کے لیے والوں کی۔ ۷۔ غصہ کر کے بعد اپنے بہانہ کی۔
اسلام آباد محمد خالد رحمان لاہور

روزہ، تراویح، اعتکاف اور صدقہ فطر

پیر محمد افضل قادری

”وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلَتِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخُصْلَةٍ مِنَ الْغَمْرِ كَانَ كَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ آدَى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ آدَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ قَوَابِلُ الْجَنَّةِ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاتِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِدُنُوبِهِ وَعِثْقٌ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسْتَقْصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ - قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَانِعًا لِيَوْمِ الصَّيَامِ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَى مَذَقَةٍ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شُرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَهَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوْلَاهُ رَحْمَةً وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةً وَأَخْرَجُهُ عِثْقًا مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ -“

ترجمہ: ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ شعبان المعظم کے آخری دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، پس فرمایا: اے لوگو! تحقیق تم پر ایک بڑی عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ قلن ہو رہا ہے، یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض اور اس کی راتوں کو قیام (عبادت) لعل فرمایا ہے، جو شخص اس میں ایک نیکی (فعل کام) کرے وہ اس کی طرح ہے جس نے اس ماہ کے سوا کسی اور ماہ میں فرض کام کیا اور جس نے اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا تو وہ اس کی طرح ہے جس نے اس ماہ کے سوا کسی اور ماہ میں ستر فرض ادا کئے اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور ایک دوسرے کی غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کر دیا جاتا ہے جو شخص اس میں روزہ دار کو افطار کروائے تو یہ عمل اس

کے گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے اس کی گردن کی آزادی کا سبب ہے اور اس کے لئے بھی روزہ دار کے برابر ثواب ہے اس کے بغیر کہ اس کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص روزہ دار کی افطاری کی استطاعت نہیں رکھتا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے جو کسی کھجور یا محض پانی سے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کر دے اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے تو اسے اللہ تعالیٰ میرے جوش سے ایسا پانی پلائے گا جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت دوسرا بخشش اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے اور جو شخص اس میں اپنے غلام کے کام میں تخفیف کرے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا اور اسے دوزخ سے آزادی دے گا۔“ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم ص ۱۷۳)

رمضان المبارک کے روزے ۲ ہجری میں فرض ہوئے، چنانچہ رمضان المبارک ۲ ہجری کے آغاز سے ایک روز پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہایت جامع خطبہ مبارک ارشاد فرمایا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اس خطبہ مبارک کے آغاز میں (جیسا کہ طریقہ نبوی تھا) حمد و ثناء کے کلمات نہیں ہیں، شارع مشکوٰۃ حضرت علامہ علی قاری کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث مبارک کے آغاز میں ”خطبہ“ (ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا) کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حدیث بالا کے ارشاد فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی، کیونکہ شرع شریف میں خطبہ کی تعریف میں یہ بات شامل ہے کہ خطبہ میں آغاز حمد و ثناء سے کیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک شہر عظیم و شہر مبارک ہے

نبی اکرم ﷺ نے حدیث بالا میں رمضان المبارک کو شہر عظیم اور شہر مبارک کے نام دیئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رمضان المبارک کی عظمت و برکت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ“

ترجمہ: ”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) نازل کیا گیا۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شبیہ میں زمان و مکان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ دیگر روایات سے ثابت ہے کہ صحائف ابراہیم علیہ السلام اور توریت، زبور اور انجیل کا نزول بھی ماہ مقدس رمضان المبارک میں ہوا۔ گویا ماہ رمضان المبارک جشن نزول قرآن کا ماہ ہے، اس سے ربیع الاول شریف میں جشن میلاد

مصطفیٰ منانے کا ثبوت ملتا ہے ۱۲ ربیع الاول کو صاحب قرآن حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ کے وسیلہ سے ہمیں قرآن، اسلام، اور بے شمار نعمتیں عطا کی گئیں۔

ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر ایک رات

قرآن مجید میں اس مبارک رات کا نام ”لیلۃ القدر“ رکھا گیا ہے۔ اور لیلۃ القدر کی عبادت ایک ہزار ماہ، یعنی ۸ سال اور چار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ (سورۃ القدر آیت: ۳)

حدیث نبوی ہے:

”مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“

ترجمہ: ”جس نے لیلۃ القدر کو ایمان کی حالت میں اور ثواب پانے کی نیت سے عبادت کی تو

اس کے پہلے گناہ معاف ہو گئے۔“ (صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث: ۱۷۶۸)

احادیث مبارکہ صحیحہ میں نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں، بیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور اسیسویں راتوں میں اس مبارک رات کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان پانچ راتوں میں شب بیداری کی جائے تو لیلۃ القدر کی عبادت کا یقیناً ثواب مل جاتا ہے۔ اسی طرح اعتکاف بیٹھنے والوں کو بھی یقینی طور پر لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب مل جاتا ہے کیونکہ معتکف کا سونا بھی عبادت شمار ہوتا ہے۔

اعتکاف

اعتکاف کا لغوی معنی ”ٹھہرنا“ ہے۔ اور شرع شریف میں اعتکاف کا معنی کسی ایسی مسجد میں

عبادت کی نیت سے ٹھہرنا ہے جہاں اذان و جماعت کا انتظام موجود ہو۔

نظلی اعتکاف کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں، نظلی اعتکاف چند منٹوں کا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن سنت اعتکاف کی مدت ۲۰ رمضان المبارک غروب آفتاب سے لے کر عید الفطر کا چاند ثابت ہونے تک ہے۔

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ اعتكفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَمَنْ حَجَّ تِسْعِينَ

وَعُمَّرَ تِسْعِينَ“

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان المبارک کے دس روز اعتکاف کیا تو

وہ دو حجوں اور دو عمروں کی مثل ہے۔“ (الترغیب والترہیب ۹/۲ حدیث: ۱۲۳۹ طبع بیروت)

اعتکاف کی حالت میں پیشاب، پاخانہ، فرض غسل، اور نماز جمعہ کے سوا مسجد سے نکلنا ممنوع ہے۔ محکف کو چاہئے کہ فضول اور بے مقصد گفتگو سے پرہیز کرے، قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف اور دینی کتب کے مطالعہ اور تعلیم و تعلم میں مشغول رہے۔

روزہ کے چند مسائل

صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی کاموں سے پرہیز کرنا روزہ ہے۔ روزہ کی حالت میں چغل خوری، غیبت، جھوٹ، گالی، جھگڑا، اور کسی بھی ناجائز قول و فعل سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ روزہ کی فرضیت کا انکار کرنے والا شخص کافر و مرتد ہے، جو شخص اعلانیہ روزہ رمضان نہ رکھے قاضی اسلام کو چاہئے کہ اسے قتل کی سزا دے۔ (فتاویٰ ثانی، کتاب الصوم)

جو شخص جان بوجھ کر بغیر عذر شرعی روزہ توڑے اس پر لازم ہے کہ رمضان المبارک کے بعد روزہ کی قضا کرے اور کفارہ ادا کرے۔ کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو دو ناٹم کھانا کلائے، یا ساٹھ روزے مسلسل رکھے اور رقم کی صورت میں یہ ہے کہ سوا دو سیر گندم ساٹھ بار یا اس کی قیمت ایک یا زائد ضرورت مندوں یا دینی مدارس کے طلبہ کو دے دے۔

جو شخص 57 میل اور 3 فرلانگ یا اس سے لمبے سفر کے لئے گھر سے نکلے یا بیمار ہو یا بیمار ہونے یا بیماری لمبی یا شدید ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو یا دودھ پلانے والی عورت یا حاملہ عورت کو روزہ کی صورت میں بچے یا جنین (پیت میں بچہ) کے بارے میں خطرہ ہو تو ایسے لوگ روزہ افطار کر سکتے ہیں لیکن بعد میں قضاء لازم ہے۔ حیض اور نفاس کی حالت میں عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے البتہ بعد میں قضاء لازم ہے۔

وہ بوڑھا جو کمزوری کی وجہ سے روزہ اور اس کی قضا پر قادر نہ ہو روزہ افطار کر سکتا ہے، لیکن اس پر لازم ہے کہ ہر روزے کے بدلے فدیہ دے۔ یعنی ایک مسکین کو دو ناٹم کھانا کلائے یا سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت فی روزہ کے حساب سے ضرورت مندوں یا دینی مدارس کے طلبہ کو دے۔

روزہ کے مسائل تفصیل کے ساتھ جاننے کے لئے ”بہار شریعت“ جلد ۱، حصہ ۵: کا مطالعہ فرمائیں۔ بلکہ دیگر مسائل شرعیہ سے واقفیت کے لئے فقہ حنفی کی یہ معتبر کتاب اپنے گھر میں ضرور رکھیں۔

روزہ کے چند فضائل

روزہ رمضان کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَدْرُفُ وَلَا يَصْغُبُ فَإِنَّ سَابِقَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتِلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَمْرٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْمَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ قَرَحَتَانِ يَغْرِحُهُمَا إِذَا افْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ“

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کا ہے مگر روزہ میرا ہے اور میں اس کی خود جزاء دیتا ہوں یا میں ہی اس کی جزاء ہوں، اور روزہ (دوزخ سے) ڈھال ہے، پس جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ رفق (جو شوہر اور بیوی آپس میں محبت و پیار کرتے ہیں یا بیہودہ باتیں) نہ کرے اور نہ ہی شور و فیل کرے، پس اگر اسے کوئی گالی دے تو کہے میں روزہ دار ہوں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ اچھی ہے، روزہ دار کے لئے 2 خوشیاں ہیں جس سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے: جب افطار کرتا ہے تو افطاری سے لطف اندوز ہوتا ہے، اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو روزہ (کے اجر و ثواب) پر لطف اندوز ہوگا۔“ (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من یقوم فی سائِمِ اِثْمِ، حدیث: 1841)

حدیث نبوی ہے:

”أَغْرَؤُا وَتَغْنَمُوا وَصُومُوا تَصْبَحُوا وَسَلَامٌ وَتَسْتَفْتِنُوا“

ترجمہ: ”جہاد کرو تم غنیمت پاؤ گے، روزہ رکھو تم صحت مند ہو جاؤ گے، سفر کرو تمہیں غنا حاصل ہوگا۔“ (صحیح ابوداؤد، ص ۱۷۳، جامع الترمذی، ص ۱۷۳)

ایک اور حدیث نبوی میں ہے:

”الصَّيَّامُ وَالْقَوَّانُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

ترجمہ: ”روزہ اور قرآن قیامت کے روز بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔“

(”مسند احمد“ مسند ابی یوسف، ص ۱۷۳، مسند ابی یوسف، ص ۱۷۳، مسند ابی یوسف، ص ۱۷۳، مسند ابی یوسف، ص ۱۷۳)

قیام لیل یعنی نماز تراویح

حدیث بالا میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اس کی راتوں کا قیام تطوع (نفل) فرمادیا، قیام لیل سے مراد نماز تراویح ہے۔ تطوع کا اطلاق سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ اور جملہ نمازوں پر ہوتا ہے جو فرض یا واجب نہیں۔

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور جماعت سے پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے اور جماعت تراویح میں ایک قرآن مجید ختم کرنا سنت متواتر ہے۔

نماز تراویح کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:

”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“

ترجمہ: ”جس نے رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح ادا کی) ایمان کی حالت میں اور ثواب پانے کی نیت سے اس کے پہلے گناہ معاف ہو گئے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث: 36)

نماز تراویح 20 رکعت پر اجماع صحابہ و ائمہ اربعہ

”عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رُكْعَةً سِوَى الْوُتْرِ“ (سنن ترمذی، کتاب الصوم، حدیث نمبر 432) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ 20 رکعت (نماز تراویح) ادا فرماتے تھے۔“

امام بخاری و مسلم کے دادا استاد محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”عَنْ سَلْبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَشْرِينَ رُكْعَةً“ ترجمہ: ”صحابی رسول حضرت سائب فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں 20 رکعت نماز تراویح ادا کرتے تھے۔ (معجم عبدالرزاق 4/ 261۔)

علامہ طحاوی قاری کی مرقات جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۱۲ پر فرماتے ہیں:

”أَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلَى أَنَّ التَّارَوِيحَ عَشْرُونَ رُكْعَةً“

ترجمہ: ”تمام صحابہ کا اس امر پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ نماز تراویح ۲۰ رکعت ہے۔“

امام عبدالوہاب شعرانی اپنی تصنیف ”میزان الشریعہ الکبریٰ“ میں فرماتے ہیں کہ ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کے نزدیک نماز تراویح 20 رکعت ہے۔ (میزان الشریعہ الکبریٰ، امام عبدالوہاب شعرانی، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 148)

حرمین شریفین میں 1925ء سے وہابیوں نجدیوں کی حکومت ہے لیکن وہ حرمین شریفین میں 20 رکعت نماز تراویح کی سنت متواتر کو اقتدار کے باوجود نہیں بدل سکے۔

تراویح کے بارے میں ضروری نوٹ

8 رکعت کے بارے میں مٹھی بھر غیر مقلدین وہابی جو روایتیں پیش کرتے ہیں وہ یا تو ضعیف

ہیں یا پھر ان سے مراد نماز تہجد ہے اور یہی تحقیق ہے۔

بدعقیدہ اور داڑھی کتروں کے پیچھے نمازیں خراب نہ کریں

جن حفاظ کی داڑھی ایک مشت سے کم ہوتی ہے رمضان المبارک میں نماز تراویح کی امامت کراتے ہیں، ایسے فاسق ملعون حفاظ و ائمہ مساجد کی اقتدا میں نماز ہرگز نہیں ہوتی۔ نیز بدعقیدہ امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز نہ صرف واجب الاعداء ہے بلکہ بدعقیدہ امام کی اقتداء کرنا ہی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

ماہ رمضان میں زکوٰۃ صدقات اور خیرات کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے

حدیث بالا میں فرمایا: رمضان المبارک میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہے، لہذا رمضان المبارک کی اس برکت کو حاصل کرنے کے لئے بہت سے مسلمان زکوٰۃ کا فریضہ رمضان المبارک میں ادا کرتے ہیں اور احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ بہت سے صحابہ کرام صدقۃ الفطر (جو کہ عید الفطر کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے) رمضان المبارک میں ہی ادا کر دیا کرتے ہیں۔

صدقۃ الفطر کی مقدار فی کس سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں کھلی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ لہذا مسلمانوں کو ماہ مقدس رمضان المبارک میں جملہ امور خیر اور بالخصوص دینی مدارس اور قرآنی رشتہ داروں میں دل کھول کر پیسہ خرچ کرنا چاہئے۔

رمضان اور قرآن مجید

رمضان المبارک میں قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتب کا نزول ہوا ہے، لہذا رمضان المبارک میں خصوصی طور پر قرآن مجید کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ رمضان المبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کم از کم ایک بار قرآن مجید کی تلاوت ضرور مکمل کرنی چاہئے۔

ہمارے امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رمضان المبارک میں 61 بار قرآن مجید کی تلاوت مکمل فرماتے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین !!!

مسئلہ رویتِ ہلال

تحریر: پروفیسر مفتی نبیب الرحمن صاحب ہزاروی

چیئر مین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان

رمضان المبارک، شوال المکرم اور ذوالحجہ کے مہینوں کے آغاز کے لئے رویتِ ہلال کا مسئلہ عالمی سطح پر انتہائی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ بلاشبہ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہے اور ہونی چاہیے کہ یہ مذہبی مقدس ایام پوری قوم ایک ساتھ منائے۔ ان مسلم ممالک میں تو ایسا ہو بھی رہا ہے جہاں ملکیت ہے یا ان حکومتوں کا انتظامی تسلط مستحکم ہے جیسے سعودی عرب، شرق وسط اور دیگر عرب ممالک، انڈونیشیا، ملائیشیا و افریقی ممالک وغیرہ۔ پاکستان اور ان ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ برطانیہ اور امریکہ میں بھی کم از کم دو عیدیں اور بسا اوقات تین عیدیں ہو جاتی ہیں امریکا میں دو بڑی تنظیمیں اسلامک کونسل آف نارٹھ امریکا اور اسلامک سوسائٹی آف نارٹھ امریکا میں سے ایک (جس پر عرب مسلمانوں کا غلبہ ہے) غیر مشروط طور پر سعودی عرب کی پیروی کرتے ہیں۔ دوسرے سائنسی بنیاد پر تاریخ کا تعین کرتے ہیں۔ ہمارے پاک و ہند کے دینی و فقہی نظریات پر تعصب کے ساتھ قائم رہنے والے علماء اپنے شرعی معیارات فیصلہ کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ امریکا جیسے بہت بڑے وسیع و عریض غیر مسلم ملک میں جہاں مسلمانوں کی آبادی جغرافیائی اعتبار سے انتہائی حد تک منتشر ہے، ایسا اہتمام آسان نہیں ہے اس لئے وہاں بالعموم تین عیدیں ہوتی ہیں برطانیہ، امریکا اور یورپ کے ممالک تو سائنسی اعتبار سے جدید ترین ممالک ہیں، لیکن وہاں بھی یہ مسئلہ آسان نہیں ہے، جب کہ وہ پاکستان کی رویتِ ہلال کمیٹی کے ذریعہ نہیں ہیں کہ اس پر الزام لگا کر اپنے فریب نفس کو تسکین دی جائے۔

دیگر مسلم ممالک میں یہ روش بھی نہیں ہے کہ پوری قوم، بعض سیاسی رہنما اور پورا پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا ہاتھ دھو کر رویتِ ہلال کے مسئلے کے پیچھے پڑ جائے اور ہفتوں تک اس موضوع پر کالم، کارٹون، ٹیلی ویژن مباحثے اور بیان بازی کا سلسلہ جاری رکھا جائے یہ تاثر دیا جائے کہ شاید قومی انتشار کی وجہ سے ایک دن عید کا نہ ہوتا ہے یوم پاکستان اور دیگر قومی ایام تو پوری قوم ایک ساتھ مناتی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ چونٹھ سال گزرنے کے باوجود قومی وحدت کیوں نہ قائم

ہو سکی۔

قیام پاکستان سے لے کر آج تک پورے ملک میں ایک عید کی روایت میرے علم میں نہیں ہے لیکن ہر سال انتہائی حیرت و استعجاب سے پوچھا جاتا ہے کہ اس سال دو عیدیں کیسے ہو گئیں؟ سابق ادوار میں نسبتاً آسانی تھی کہ چیئر مین اور راکین کمیٹی اعلان کرنے کے بعد گھر جا کر آرام سے سو جاتے تھے صرف سرکاری نشریاتی ادارے پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان تھے، ان سے رویتِ ہلال کمیٹی کا فیصلہ نشر ہو جاتا تھا، کوئی مخالفانہ خبر، فیصلہ یا تبصرہ نشر نہیں ہوتا تھا، صرف پشاور کی ڈیٹ لائین سے ایک سرخی کی خبر اخبارات میں چھپ جاتی تھی کہ مقامی علماء نے مطالبہ کیا ہے کہ چیئر مین کو برطرف کرو اور رویتِ ہلال کمیٹی کو تبدیل کرو، اس سے اگلے دن لوگ اپنے کاموں میں لگ جاتے تھے۔ اب بیسیوں پرائیویٹ ٹیلی ویژن چینل ہیں، پرائیویٹ ایف ایم ریڈیو چینلز اور سینکڑوں اخبارات۔ سب کی ضرورت بریکنگ نیوز، تازہ ترین، فلیش نیوز اور انتشار کی خبریں ہیں جن میں سسپنس ہو، تجسس ہو اور عوامی دلچسپی کا مرجع مصالحوں ہو، اس کے علاوہ تقریباً ہر پاکستانی کے پاس موبائل فون ہے اب کوئی بھی چیئر مین بنے، یہ تمام آفتیں اس کے استقبال اور خبر گیری کے لئے موجود ہیں۔ پھر مذہبی معاملات پرائیویٹ یکٹر میں ہیں، حکومت کی رٹ نہیں اور نہ ہی مستقبل قریب میں اس کے کوئی آثار ہیں، بلکہ بد قسمتی سے حالات بگڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور ملک بتدریج ہتھیار بند کر دھوں کے ہاتھوں پر غلام بننا چاہا ہے حکمرانوں کے لئے اپنی سلامتی اور حفاظت ایک سوالیہ نشان ہے۔ قوم تو اللہ تعالیٰ اور مقدر کے رحم و کرم پر ہے ایسے باحول اور ایسے ملک میں کسی بھی امام یا خلیفہ کا یہ فطری حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے اعلان کرے، جو چاہے اقدام کرے، حکومت کی قائم کردہ قضا کو رد کرے، اسے نہ آج کوئی روکنے والا ہے اور نہ مستقبل میں ایسے آثار نظر آ رہے ہیں۔ میڈیا کے لئے 99% مسلمانوں کا ایک ساتھ عید منانا کوئی ”خبر“ نہیں ہے بلکہ چند افراد کا الگ عید پڑھنا یہ ”خبر“ ہے جب انحراف و اعتزال کا رویہ اپنانے والوں کی اس حد تک حوصلہ افزائی ہوگی تو مستقبل میں اس روش کو مزید فروغ ملے گا۔

جہاں تک عید الفطر کے چاند کے اعلان کا تعلق ہے تو ہماری قوم کو کسی پل قرار نہیں۔ جلدی اعلان ہو جائے تو مطالبہ ہوتا ہے کہ دیر تک انتظار کیوں نہیں کیا؟ اعلان میں معمولی تاخیر ہو جائے تو مطالبہ ہوتا ہے کہ اگر انگریز کی جائے کہ تاخیر کیوں ہوئی؟ شرعاً رویتِ ہلال کے فیصلے اور اعلان کے لئے کسی وقت کا کوئی تعین نہیں ہے۔ جب قاضی اور مجلس قضا (جو زیر بحث مسئلے میں مرکزی رویت

ہلال کمیٹی پاکستان ہے) کو اطمینان ہو جائے تو فیصلے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

دوسری طرف ماہرین عدم امکان رویت پر یکسو نہیں تھے، سپارکو کے ماہر غلام مرتضیٰ صاحب اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے ماہر رکن و عالم دین مولانا شبیر احمد کا کاخیل نے رائے دی کہ ہم امکان رویت کو علی الاطلاق مسترد نہیں کر سکتے، لہذا ان شہادتوں کو قبول کر کے رویت ہلال کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان (جس میں تمام مکتب فکر کے جید علماء شامل ہیں) نے اتفاق رائے سے رویت ہلال کا فیصلہ کیا اور اس متفقہ اور حتمی فیصلے کا میڈیا پر ایک ہی وقت میں اعلان کیا گیا۔ یہاں میں یہ بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ برطانیہ کے ایک مستند عالم دین علامہ ظفر محمود فراشی (جو محقق برطانیہ کے نام سے معروف ہیں) نے مجھے فون کر کے بتایا کہ میں نے پہلے یہاں لوگوں کو بتا دیا تھا کہ پاکستان میں رویت ہلال کے امکانات فنی فنی ہیں، بالکل معدوم نہیں، میری پچیس سالہ طویل تحقیق ہے اور میں کسی بھی فورم پر چیخ سے ثابت کر سکتا ہوں۔

اس مرحلے پر میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ نئے چاند کی ولادت پر توسعہ اندازوں کا کلی اتفاق و اجماع ہوتا ہے کہ ہوئی یا نہیں، لیکن امکان رویت جب خفیف یا اخف Least Chance of Visibility درجے میں ہو تو ان کے معیارات میں اختلاف واقع ہو جاتا ہے مثلاً ماہرین میں ایک ماہر فلکیات صدر رضوی صاحب اور سپارکو یونیورسٹی کے ماہر فلکیات کی رائے میں بعض مواقع پر اختلاف رہا ہے۔ کیونکہ صدر رضوی صاحب سیدہ اسادا البیرونی کے فارمولے کے مطابق رائے دیتے ہیں اور دوسرے ماہرین جدید معیارات Parameters کے مطابق رائے دیتے ہیں۔ مکمل عدم امکان رویت اور صریح امکان رویت کے موقع پر ماہرین میں اختلاف کی نوبت نہیں آتی بلکہ خفیف اور اخف امکان رویت Least Chance of Visibility کے موقع پر اختلاف ہو جاتا ہے۔ ایسے موقع پر ہم شہادتوں کو آنکھ بند کر کے علی الاطلاق رد کر دیں تو پھر نظام شرعیہ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور شہادتوں کا کردار عملاً معدوم ہو جاتا ہے۔ اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے اعلیٰ علم اور اہل فن کو یہ پیچیدہ صورت حال پیش نظر رکھنی چاہیے۔

ہم اس وقت مسئلہ رویت ہلال میں دو انتہاؤں کے درمیان متعلق ہیں۔ ایک یہ کہ جدید سائنسی معلومات مطلقاً قابل قبول نہیں۔ خواہ ماہرین فلکیات یہ کہیں کہ چاند کی ولادت بھی نہیں ہوئی۔

جب شرعی شہادت آگئی تو ہمارے لیے یہ شرعی حجت کافی ہے۔ دوسری طرف جدت پسند طبقے کا یہ خیال ہے کہ ملک میں کسی نظام رویت شرعیہ کی ضرورت نہیں، بس ماہرین فلکیات مستقل کیلنڈر بنا کر دے دیں۔ اس کے مطابق رمضان کا آغاز ہو اور عید منائی جائے۔ سب کو پہلے سے معلوم ہوگا کہ رمضان کب شروع ہو رہا ہے اور کب عید ہوگی۔ لیکن اس حقیقت سے قطع نظر کہ شریعت کی رو سے مدار رویت بصری پر ہے، یہ رائے دینے والے بھول جاتے ہیں کہ پاکستان میں مستقل سائنسی کیلنڈر کیسے نافذ کیا جائے گا؟ کس کس سے منوایا جائے گا؟ اور کیسے منوایا جائے گا؟ جبکہ ہر مسجد کا خلیفہ اور ہر ادارے کا مفتی اپنی ذاتی حیثیت میں مفتی اعظم پاکستان ہے اور اسے ملک کی قائم کردہ مجلس قضا کو رد کرنے اور اس کے متوازی فیصلہ کرنے کا مکمل استحقاق ہے۔ اس کی نظر میں ماہرین فلکیات کے کیلنڈر کی وقعت ایک پرکاش کے برابر بھی نہیں ہے۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان میں شامل علماء کو پھر بھی ایک حد تک احترام کا مقام حاصل ہے۔ بعض کی بحیثیت مجموعی (باستثناء چند) تمام حلقوں میں تکریم ہے اور دیگر کا اپنے اپنے مکتبہ فکر میں ایک مسئلہ مقام اور مستند حیثیت ہے۔

میں نے بحیثیت چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے تمام ارکان کی حمایت اور اتفاق رائے سے گزشتہ سات دس برسوں میں کوشش کی ہے کہ ہم فیصلہ شرعی بنیاد پر کریں، مگر جدید سائنسی معلومات سے ہر ممکن استفادہ کریں۔ قرآن عقلیہ کے ساتھ مطابقت پیدا کریں تاکہ ہمارا یہ دعویٰ کہ اسلام دین فطرت ہے، اس کا کوئی حکم ماورائے عقل تو ہو سکتا ہے خلاف عقل ہرگز نہیں اور جو انسانی علم ترقی کرے گا دینی احکام کی حکمتیں اور سرستہ راز اس پر کھلتے جائیں گے، وقت کی میزان پر درست ثابت ہو۔

میں اپیل کرتا ہوں کہ کسی صاحب علم کے پاس کوئی ایسا فارمولا ہو تو سامنے لائے، جس سے تمام سائنسی حقائق و معلومات کو یکسر رد کر کے شہادت مجرہ محضہ (جبکہ ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم حلفیہ گواہی لیتے ہیں اور تمام گواہ متشرع بھی ہوتے ہیں) کو حجت مان کر رویت کا فیصلہ کرنے والے صوبہ سرحد کے بعض علماء اور ماہرین فلکیات بیک وقت مطمئن ہو جائیں اور کسی طرف سے اختلاف و عدم اطمینان کی کھوکھی آواز بلند نہ ہو۔ باہر بیٹھ کر تبصرہ کرنے والا تبصرہ نگار (Commentator) ہمیشہ کھلاڑی سے ماہر ہوتا ہے، اس کی غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ خواہ اس نے خود زندگی کے میدان میں اتر کر کوئی کارنامہ انجام دیا ہو یا نہ دیا ہو۔

شریعت نے قضا میں خطا کے احتمال کو کبھی رو نہیں کیا ورنہ قاضی کو بھی نبی کی طرح معصوم ماننا پڑے گا۔ لیکن شریعت نے قضا کو بہر صورت مؤثر مانا ہے اور یہی جدید فلسفہ قانون بھی ہے۔ ورنہ جب ماہرین کے نزدیک سعودی عرب کا فیصلہ رویت حقیقی اور صریح امکان رویت کے کسی بھی معیار پر پورا نہیں اترتا تو اس کے تحت ادا کیے جانے والے امت کے تمام حج باطل قرار پائیں گے۔ فاعترفا یا اولی الا بصار۔ پاکستان میں کوئی بھی رویت ہلال کمیٹی تشکیل پائے اور کوئی بھی چیئر مین بنے۔ کسی نہ کسی گوشے سے ہدف طعن بننا اس کا مقدر رہے گا۔ لیکن قرآن وحدیث اور اسلام کا حکم حسن ظن کا ہے، بغیر ثبوت وشواہد کے سوئے ظن کی اجازت نہیں ہے۔

جہاں تک اس بدگمانی کا تعلق ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان نے کسی دباؤ کے تحت فیصلہ کیا ہے، اس سے بڑا جھوٹ اور بڑا بہتان اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی صریح جھوٹ ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان نے پہلے عدم رویت کا اعلان کیا اور پھر فیصلہ تبدیل کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان نے صرف ایک ہی حتمی اور قطعی اعلان کیا ہے اور سارا میڈیا اس کا گواہ ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ رویت ہلال کا مسئلہ ہو، دینی مدارس کی حریت فکر و عمل کے تحفظ کا مسئلہ ہو یا حدود والہی کی حمایت و پاسپانی کا مسئلہ ہو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہمیشہ اپنے ضمیر، صوابدید اور دینی بصیرت کے مطابق کلمہ حق کہا ہے اور جب تک جان میں جان ہے کہتا رہوں گا۔ میرے نزدیک دین کے مسئلے میں دباؤ کو قبول کر کے کوئی اعلان کرنا کروڑوں لوگوں کے روزوں جیسی مقدس عبادت کی ذمہ داری اپنے سر لینے سے مر جانا بہتر ہے۔ ایسے مواقع کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "زمین کا باطن تمہارے لیے زمین کے ظاہر سے بہتر ہے۔" یعنی ایسے حالات میں زندگی سے موت بہتر ہے۔ میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میرے چیئر مین شپ کے پورے دور میں وفاق کی سطح پر بھی کسی کسی نے رویت ہلال کے مسئلے میں کوئی مداخلت نہیں کی، نہ کوئی ڈائریکشن دی ہے اور نہ ہی کوئی خواہش ظاہر کی ہے حتیٰ کہ کبھی کسی نے کوئی رابطہ بھی قائم نہیں کیا۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

DUEL ایجوکیشن سسٹم کیا ہے؟ (پہلی قسط.....)

نوزیہ فیاض بٹ صاحبہ، پرنسپل: جامعہ النور گلشن راوی لاہور

پچھلے کالم میں DUEL Education System کو ختم کرنے کی بات کی گئی تھی

یہ DUEL Education System کیا ہے؟

پاکستان میں اس وقت دو طرح کے نظام تعلیم جاری ہیں جن میں ایک عصری تعلیم اور دوسری مذہبی تعلیم ہے۔ اسے تعلیمی محویت یعنی DUEL Education System کہتے ہیں، پہلے ہم دونوں نظام تعلیم کی خامیاں بتائیں گے پھر ان کے سد باب کے لئے تجاویز پیش کریں گے۔

عصری تعلیم

پاکستان کے سکولوں میں رائج عصری تعلیم مزید دو طبقوں میں بٹ چکی ہے۔

(۱) مزدور طبقہ کے لئے..... گورنمنٹ سکول کی تعلیم۔

(۲) امیر طبقہ کے لئے..... پرائیویٹ سکول کی تعلیم۔

پہلی جماعت سے لے کر سولہویں M.A تک اور اب تو P.H.D اور M.Phil کی تعلیم بھی گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکٹر دونوں کے ذریعے ہمارے ملک میں دی جاتی ہے۔ لیکن بنیادی نصاب ایک ہی ہے، جسے باقاعدہ محکمہ تعلیم بناتا ہے اور متعلقہ بورڈ اس کی سند جاری کرتا ہے۔ اب گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکٹر کے کیا فوائد نقصانات ہیں یہ ایک الگ قابل بحث موضوع ہے جس پر بات پھر بھی ہوگی۔ (ان شاء اللہ)

پاکستان بھر میں رائج عصری تعلیم میں پڑھایا جانے والا نصاب کچھ جہتوں سے ایک "مسلمان طالب علم" کے لئے ناکافی ہے جو درج ذیل ہے۔

(۱)..... اسلامیات برائے نام

پہلی سے دسویں کلاس تک جس "اسلامیات" نامی کتب کو پاکستانی سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے کیا وہ ایک کتاب اسلام کے تقاضوں کو پورا کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جیسے جیسے

انسان مرد ہو یا عورت بچپن سے جوانی کی طرف قدم رکھتا ہے اسے نئے نئے دینی معاملات سے واسطہ پڑتا ہے، نئے نئے مسائل سیکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور یہ بچپن سے جوانی کا دور پہلے ۱۰ تعلیمی سالوں پر محیط ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ”الطھور شطر الایمان“ کے باوجود ان دس سالوں کی اسلامیات میں پاک ہونے کا طریقہ تک نہیں ہے۔

اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس اسلامیات میں طالب علم کے لئے پاکی ناپاکی کا طریقہ موجود نہ ہو وہ اس کے باقی معاملات میں کیا مدد و معاون ہوگی۔ بنیادی عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ کے مسائل از حد ضروری ہیں جو صرف تعارف کی حد تک کتب میں موجود ہیں جبکہ مسائل کا جاننا از حد ضروری ہے، جو شامل نصاب نہیں۔

مجهول قراءت

ہر مسلمان کے لئے قرآن مجید پوری زندگی کے لئے مشعل راہ ہے جسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا دونوں لازمی امور ہیں۔ ہمارے تعلیمی نصاب میں اسلامیات نامی کتاب میں چند سورتیں ابتدا میں شامل کی جاتیں ہیں جنہیں یاد کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن کبھی مکملہ تعلیم نے یہ نہیں سوچا کہ اسے یاد کرنے کا مطلب ہے ”صحیح تلفظ“ کے ساتھ پڑھنا۔ ہمارے سکولوں میں اسلامیات کا ٹیچر جب تک خود عربی کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کرے گا تو طالب علم کیسے تلفظ صحیح کریں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ”بہت سے قاری ایسے ہیں جن پر اللہ قرآن لعنت کرتا ہے“ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کو مجھول پڑھتے ہیں بخارج کا خیال نہیں کرتے کبھی ہمارے سکولوں کے بچوں کی عربی نہیں تو آپ ششدر رہ جائیں گے۔ جب پڑھنا نہیں آتا تو عمل کرنا..... کیسا؟

مغربی تہذیب کا رجحان

آج ہمارے تعلیمی ادارے بھی کسی نہ کسی طرح مغربی تہذیب کے دلدادہ نظر آتے ہیں حالانکہ ہم مسلمان قوم ہیں ہمارا جداگانہ تشخص ہے اپنی تہذیب ہے جو سب تہذیبوں سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ لیکن افسوس ہے ہمارے تعلیمی اداروں میں سب سے پہلی چیز ”یونیفارم“ ہے جو فرنگی تہذیب کی عکاسی کرتا ہے، جس قوم کی پہچان ہی مانگنے کی ہو دوسروں کی ہو اس کی سوچ اور افکار اپنے کیونکر ہو سکتے ہیں۔

پاکستان میں موجود لاکھوں کی تعداد میں پرائیویٹ اور ہزاروں کی تعداد میں موجود گورنمنٹ

سکولوں میں طلباء کی وردیاں وہ نہیں جو ہمارا قومی لباس ہے بلکہ انگریزی لباس ہے۔ آپ نے اکثر سکولوں کا لچوں کے باہر ”Spoken English“ یا ”انگلش فر فر بولنے“ کے بینرز دیکھے ہوں گے، میں سوچتی ہوں کیا انگریزی بولنا ہمارے لئے بڑے فخر کی بات ہے؟ ہم مسلمان آخر اپنے بچوں کو انگریز بنانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ ہماری تہذیب و تشخص میں کون سی خامی ہے؟ ہمارے تعلیمی اداروں میں آخر ”Spoken Arabic“ یا ”قرآنی عربی بولنے“ یا ”تفسیر قرآن سیکھنے“ یا ”قرآن پڑھنا سیکھنے“ یا ”دورہ بخاری شریف“ جیسے کورس آخر کیوں نہیں کروائے جاتے۔ تعلیمی اداروں کے سربراہوں نے عوام الناس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ ترقی کرنے کے لئے انگریز بننا اور انگریزی بولنا بہت ضروری ہے۔

اب تو کئی سکول امریکن لائسنسڈ وغیرہ میں باقاعدہ ڈانس کلاسز بھی ہوتی ہیں جو نرسری کلاس سے ہی بچے اٹینڈ کرتے ہیں، اور والدین بھاری فیس بھی ادا کرتے ہیں اور اپنی اولادوں کو ناپتے گاتے، انگریزی بولنے دیکھ کر فخر کرتے ہیں۔

قارئین! انگریزی سیکھنا موجودہ زمانے کی ضرورت ہے مگر ہمارا مقصد حیات نہیں ہے ہمارے نصاب میں جتنی انگریزی کی کتابیں ہیں، اتنی عربی کی کیوں نہیں ہیں؟ کیونکہ ہم عربی کو اہمیت نہیں دیتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے ”جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا روز قیامت انہی میں سے اٹھے گا۔“

اب انگریزی لباس، انگریزی زبان کو مقصد حیات بنانے والے جان لیں کہ وہ آخرت میں کس قوم سے اٹھیں گے۔ سکول کے پہلے دس سال طالب علموں کو پینٹ شرٹ پہنا کر ہمیشہ کے لئے ان کی یہ عادت بنا دی جاتی ہے کہ وہ اسلامی لباس پہننے کو ہی غار محسوس کرتے ہیں، طالبات کے یونیفارم میں ڈوپٹے کے نام پر چار انگلی کی پٹی رکھی گئی ہے جو ہمیشہ کے لئے ان کو پردے، چادر، برقعے سے بے نیاز کر دیتی ہے ظاہر ہے بچپن کی عادتیں پختہ ہوتی ہیں، ساری زندگی نہیں چھوڑتیں۔ ہمارے تعلیمی نصاب میں مسلمان عورت کے پردے سے متعلق ایک سبق بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے پاکستان کی ۸۰ فیصد عورتیں بے حجاب ہیں کیونکہ دور طالب علمی میں پردہ کے بارے میں نہ انہوں نے پڑھنا نہ کسی استاد نے سکھایا۔

مخلوط (غیر نصابی) سرگرمیاں

ہمارے تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے نام پر یہ میوزیکل ٹائٹ شو، فن فیئر میں ڈانس اور گانے کے مقابلے، عورتوں مردوں کا اختلاط، فلمی اداکاروں اور اداکاروں کی کالجوں میں ڈانس پر فارمیں، یہ سب کیا ہے؟ کیا کسی نے سوچا ہے کہ یہ سرگرمیاں جو تفریح کے نام پر ہوتی ہیں ہماری نوجوان نسل کو کیا سکھاتی ہیں، گویا تعلیمی دور میں ہی ایک طالب علم کو یہ سکھادیا جاتا ہے کہ ”تو مسلمان نہیں انگریز ہے“۔ تیری زبان، لباس، تہذیب سب انگریزی ہے، اور ناچنا، گانا سب تیری روزمرہ کی ضرورتیں ہیں۔ یہی طالب علم اور طالبات پڑھنے لکھنے کے بعد اسلامی شعاریں پروردہ، شرم و حیا، دینی حمیت وغیرت کو نظر انداز کرتے ہیں اور سیکولر سوچ کے حامل ہوتے ہیں، بڑی بڑی ڈگریاں تھامنے والوں کو وضو کے فرائض بھی نہیں آتے، یہ ہم کسی نوجوان نسل تیار کر رہے ہیں؟ کیا امت مسلمہ کی ذمہ داریاں یہ نوجوان نسل اٹھاپائے گی؟ کیا یہ نوجوان نسل ”امر بالمعروف ونہی عن المنکر“ کے تقاضے پورے کرے گی۔

تعلیم بغیر تربیت

”استاذ قوم کا شمار ہوتا ہے“۔ یہ مقولہ تو ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں لیکن اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ قوم کے بچوں کی تربیت کرنے والا ہوتا ہے۔ استاد کا کام صرف پڑھانا نہیں بلکہ تربیت کرنا بھی ہے۔ اللہ رب العزت نے محبوب دو جہاں پر قرآن اتارا تو دوسری طرف اخلاقی حمیدہ سے بھی نوازا، گویا تعلیم بھی تھی اور تربیت بھی، لیکن اب اساتذہ کرام کا مقصد محض سبق پڑھانا، لیکچر کا ٹائم پورا کرنا ہے، بہت کم اساتذہ ہیں جو اپنے تلامذہ کی تربیت میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اساتذہ ایک کہہ سکتے ہیں جو اپنے ہاتھ کی مہارت سے مٹی کی مختلف شکلیں بناتا ہے پھر ان کے نقش و نگار بناتا ہے، لیکن اب مٹی کے برتن تو ہیں مگر نقش و نگار والے نہیں۔

علم سکھانا تو منصب انبیاء ہے مگر اس منصب کے تقاضے پورے ہونے چاہیے، جو اب ناپید ہیں، اساتذہ کرام اگر تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی توجہ دیں تو حالات میں بہتری آ سکتی ہے۔

حصول تعلیم کا مقصد

ہمارے تعلیمی اداروں میں طالب علموں کو ابتدا سے ہی یہ بات سکھادی جاتی ہے کہ یہ کورس کرنے سے آپ کو فلاں جاب ملے گی جس کی ماہانہ تنخواہ اتنے ہزار ہے، اور اس سند کی ویڈیو اتنی ہے گویا تعلیم کا مقصد تبلیغ اور اصلاح معاشرہ نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف معاشرے میں اسٹیشن

اور دولت کمانے کا ذریعہ ہے۔ آج معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنے کے حقائق کوئی نہیں سوچتا کہ ہاں دولت زیادہ سے زیادہ کمانے کے طریقوں پر غور ہوتا ہے۔ طالب علم کی تعلیم کو حاصل کرنے کے پہلے پہلے سوچتے ہیں کس کی ویڈیو کیا ہے؟ اور اس کی بنیاد پر نوکری کتنے تک کی ملے گی؟

تعلیم بکتی ہے

ہمارے ملک میں عصری تعلیم دو حصوں میں بٹ گئی ہے ایک طرف گورنمنٹ سکولوں کا لہجہ ہیں جہاں انگریز فیس برائے نام ہے مگر تعلیم بھی برائے نام ہے۔ Check and balance کا کوئی تصور نہیں ہے جس کی وجہ سے معیار تعلیم گر چکا ہے، اداروں میں کسی طرح کی کوئی سختی نہیں ہے۔ پڑھائی نہ ہونے کے برابر ہے، جس کی وجہ سے غریب لوگ اپنا پیٹ کاٹ کر بچوں کو پرائیویٹ اداروں میں داخل کرواتے ہیں۔

دوسری طرف پرائیویٹ اداروں کی آڑ میں تعلیم بھی جاری ہے۔ ہر گلی میں پرائیویٹ سکول موجود ہیں، وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کے ادارے اپنی سہولتوں کے لیے اور لوگ پرائیویٹ تعلیم کے لئے مجبور ہیں۔ ان پرائیویٹ اداروں میں تعلیم کم اور مغربیت زیادہ ہے۔ ہزاروں روپے فیس سالانہ سلاٹ فیز، پیپر فیس، داخلہ فیس کے نام پر غریب والدین کے خون کو کچھڑا جاتا ہے، تحریکی بات یہ ہے کہ ۱۲ ماہ کی تعلیمات میں بھی سچے گھر پر ہوتے ہیں مگر ۱۲ ماہ کی فیس، اداروں کے مالکوں کی جیب میں ہوتی ہے، آج نکت پاکستان میں کوئی یہ انصاف نہیں کر سکا کہ جب ۱۲ ماہ سچے کو پڑھایا نہیں جاتا تو سیکولر اسکول والے فیس کس چیز کی لیتے ہیں؟ کاش کوئی اس طرف توجہ دے!

قارئین محترم! ہمارے عصری نظام تعلیم میں کچھ خامیاں ہیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کر دیں اور کچھ خامیاں یقیناً مجھ سے زیادہ فہم و فراست رکھنے والے قارئین کے ذہن میں اٹھیں گی۔ میں کہیں کہیں غالی خامیوں کی نشاندہی کافی نہیں انہیں دور کرنے کی بھی ضرورت ہے! ابھی یہ موضوع جاری جا رہا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے کلام میں دینی تعلیم کی خامیوں پر بات ہوگی پھر تجاویز بھی پیش کی جائیں گی۔

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کی عبادات

صاحبزادہ غلام مرتضیٰ ہزاروی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ شہنشاہ پورہ
شب قدر ایک مبارک رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اس
رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شب قدر بہت ہی
افضل رات ہے۔ لیلۃ القدر کے معنی عظیم رات کے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ
شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پھر ایک اور حدیث میں ہے کہ شب
قدر طاق راتوں میں سے ہوتی ہے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر اکیسویں یا بیسویں یا ستائیسویں رات یا انیسویں
رات میں تلاش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخری عشرہ کی پانچوں راتیں بڑی برکت اور فضیلت
والی ہیں۔

مفسرین اور صوفیاء کی اکثریت نے ۲۷ رمضان المبارک کو شب قدر قرار دیا ہے۔ کیونکہ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان
شریف کی ستائیسویں شب کو صبح تک عبادت میں مصروف رہتا ہے وہ مجھے بہت ہی پسند ہے۔

علامات شب قدر:

بزرگان دین نے شب قدر کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ یہ رات چمکدار اور شفاف
ہوگی، نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی ہوگی بلکہ معتدل ہوگی۔ آسمان عموماً روشن نظر آئے گا، ستارے
بڑے واضح ہوں گے۔ اس رات کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے طلوع نہیں ہوتا۔ اس رات
کو انسانوں اور جنوں کے سوا تمام چیزیں سجدہ میں گر جاتی ہیں مگر ان باتوں کا علم اہل کشف
کو ہوتا ہے، ہر ایک کو پتہ نہیں چلتا۔

شب قدر میں قبولیت دعا:

شب قدر میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ شب قدر میں ایسی جامع دعائیں جو دونوں جہانوں میں فائدہ بخش
ہوں۔ مثلاً اپنے گناہوں کی بخشش اور رضائے الہی کے حصول کی دعا مانگی جائے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
ﷺ! آپ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر (شب قدر) کا پتہ چل جائے تو میں کوئی دعا مانگوں؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو یہ دعا مانگ "اے اللہ ابے شک تو معاف کرنے والا ہے
اور معافی کو دوست رکھتا ہے مجھے بھی معاف کر دے"۔ (ابن ماجہ)

ستائیسویں رات..... شب قدر:

حضور انور سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جو مرد یا عورت یہ
خواہش کرے کہ میری قبر نور کی روشنی سے منور ہو تو اسے چاہیے کہ ماہ رمضان کی شب قدر میں
کثرت کے ساتھ عبادت الہی بجالائے تاکہ ان مبارک اور جبرک راتوں کی عبادت سے اللہ
پاک اس کے ثلثہ اعمال سے برائیاں مٹا کر نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے۔ شب قدر کی عبادت
ستر ہزار شب کی عبادتوں سے افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لیلۃ
القدر میں ایماندار ہو کر بغرض ثواب شب بیداری کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے
اور جو شخص رمضان المبارک کے روزے بحالت ایمان ثواب سمجھ کر رکھے اس کے اگلے گناہ بخش
دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف، جلد اول)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ
جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں
اور ہر اس بندہ پر رحمت بھیجتے ہیں یا اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ سبحانہ
کا ذکر اور عبادت کرتا ہوتا ہے۔ پھر جب ان کی یعنی مسلمانوں کی عید (عید الفطر) کا دن ہوتا ہے
تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کے سبب اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے
میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام خود پورا کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے
ﷻ پروردگار! اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ اللہ سبحانہ کہتا ہے اے
میرے فرشتو! میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے میرا فرض ادا کر دیا، پھر وہ گھروں سے دعا کے

لئے عید کاہ کی طرف لئے، ہم نے اپنی عزت مانے حلال اپنی منہل اپنے کرم اپنے بندہ مرتبے اور اپنی بلند منزلت کی، میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری پرائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ جناب رسول ﷺ نے فرمایا جس واپس ہوئے ہیں مسلمان عید کاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (تلمی، مشکوٰۃ شریف، جلد اول)

شب قدر کے لواطل:

سات سو دس شب کو دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ اخلاص سات سات مرتبہ پڑھے۔ بعد سلام کے ستر دفعہ یہ نازل ہوئے:

استغفر الله العظيم الذي لا اله الا هو العلي القويم والتوب اليه

ان شاء اللہ تعالیٰ اس نماز کا پڑھنے والا اپنے کسی سے نہ اچھے گا کہ اللہ پاک اس کے اور اس کے والدین کے گناہ معاف فرما کر انہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے لئے جنت آجاستہ کر اور فرمایا کہ جب تک تمام مسلمان اپنی آگاہی سے نہ دیکھ لے گا اس وقت تک موت نہ آئے گی۔ مغفرت کے لئے یہ نماز بہت ہی افضل ہے۔

دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اتم نذر سوا یک ایک بار، سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے سلام کے بعد ۷۷ مرتبہ سورۃ قدر پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بے شمار عبادت کا ثواب ملے گا، نماز بہت افضل ہے۔

جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک بار، سورۃ اخلاص تین بار پڑھے تو اس کو شب قدر کا ثواب حاصل ہوگا اور ثواب حضرت ادریس، حضرت شعیب، حضرت ایوب، حضرت داؤد، حضرت نوح علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسا عطا ہوگا اور اس کو ایک شہر جنت میں دیا جائے گا جو مشرق سے مغرب تک لمبا ہوگا۔

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد شریف قل شریف سات مرتبہ پڑھے۔ نماز کے بعد استغفر الله العظيم الذي لا اله الا هو العلي القويم والتوب اليه ستر مرتبہ پڑھے تو اسے کسی سے نہ اچھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کے لئے

جنت میں میوؤں کے درخت لگاتے رہیں، گل تعمیر کرتے رہیں، نہریں بناتے رہیں۔ یہ پڑھنے والا ان کو جب تک اپنی آگاہی خواب میں نہ دیکھے گا اس وقت تک اس کو موت نہ آئے گی۔

شب قدر میں چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر ایک بار اور سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام کے بعد ستر مرتبہ درود شریف پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ مغفرت گناہ کے لئے یہ نماز بہت افضل ہے۔

شب قدر میں آٹھ رکعت نماز چار سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ قدر ایک ایک دفعہ، سورۃ اخلاص ایک ایک بار پڑھے سلام کے بعد ستر مرتبہ قدر مجید پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما کر ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

﴿توجہ فرمائیں﴾

ہم اپنے تمام مضامین نگار حضرات سے ملتیں ہیں کہ براہ کرم اپنے مضامین اردو، انگلش اور عربی زبان میں ہر انگریزی ماہ کی 10 تاریخ تک دفتر مجلہ انتظامیہ کو ارسال فرمادیا کہیں تا کہ بروقت اشاعت ممکن ہو سکے۔ آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھیج سکتے ہیں۔

ای میل اڈریس درج ذیل ہے۔

m_ikram_butt@yahoo.com

m_ikram_butt@yahoo.com

منعاشیہ: ادارہ ”مجلہ انتظامیہ“ لاہور ریشم پورہ

فضائل و مسائل رمضان

تحریر: علامہ محمد فیصل عباس جماعتی، ناظم تعلیمات جامعہ خفیہ غوثیہ لاہور

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيُّهَا مَعْدُودَاتِ قَدْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضٌ أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ، کتنی کے دن ہیں، سو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا مسافر ہو (اور روزے نہ رکھے) تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔

ان آیات طیبات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ حکم ایک انتہائی محبت بھرے انداز میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو ارشاد فرمایا ہے ایسا انداز محبت اس سے پہلے کسی امت کے حصے میں نہیں آیا۔ یہ انداز اس لیے اختیار فرمایا کہ جو مجھے مانتے ہیں، میرے رسولوں کو مانتے ہیں، میری کتابوں کو مانتے ہیں، ملائکہ کو مانتے ہیں، جنت، دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ میرے اس حکم کو ضرور مانیں گے کیونکہ یہ حکم ہے ایمان والوں کو۔ لہذا جو ایماندار ہو گا وہ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے رمضان المبارک کے روزے اپنے آپ پر لازم کرے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھنا ان پر آسان ہو جائیگا وہ روزے کی مشقت کو نہیں دیکھیں گے بھوک پیاس کی طرف ان کی توجہ نہیں جائیگی، وہ صرف یہی دیکھیں گے کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمارا خدا ہمیں ایمان والا کہہ رہا ہے ورنہ کئی ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو ایمان والا کہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”وَعَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ“ یہ ایمان والے نہیں۔ تو یقیناً وہ شخص بڑی عظمت والا ہوگا جس کو اس کا رب کہے ”اے ایمان والے“۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والا اُسے کہہ رہا ہے جو روزہ رکھے۔ اور یہ روزہ صرف اسی امت پر فرض نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ فرض تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے اور آپ کی امت پر عاشورہ (دس محرم) کا روزہ فرض تھا۔ عیسائیوں پر بھی رمضان کے

روزے فرض تھے مگر جب رمضان کا مہینہ گرمیوں میں آتا تو وہ روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ موسم بہار میں روزے رکھتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح پہلی امتوں پر روزے فرض کیے تھے اسی طرح تم پر بھی فرض کیے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمان پر روزہ رکھنا آسان ہو جائے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں رمضان کی فضیلت

رمضان اور روزے کی اہمیت و فضیلت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِي رَمَضَانَ لَتَمَنَّتْ أُمَّتِي أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ السَّنَةَ كُلَّهَا۔ یعنی اگر لوگوں کو رمضان کی اہمیت معلوم ہو جائے تو یہ امت تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی رہے۔ (مسند ابویعلیٰ)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ ایک روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

روزہ ڈھال ہے، روزہ دار جماع نہ کرے، نہ جہالت کی باتیں کرے، اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دوسرے یہ کہے میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بول اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے کھانے، پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔

(صحیح بخاری جلد نمبر ۱ ص ۲۵۴)

نبی کریم ﷺ کا فرمان بجا لیشان ہے:

جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی بھی بند نہیں رہتا۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی ایک بھی کھلا نہیں رہتا۔ اور سرکش جنوں اور شیطانوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور پکارنے والا پکارتا ہے اے بھلائی چاہنے والے آ جا اور اے برائی کرنے والے باز آ جا! اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے جب آپ نے پہلی سیر می پر قدم رکھا تو فرمایا: ”آمین“

جب دوسری سیر می پر قدم رکھا تو فرمایا: ”آمین“ پھر جب تیسری سیر می پر قدم رکھا تو فرمایا: ”آمین“ جب چہمی کریم ﷺ خطبہ دے کر فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ سے آج اسکی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے تھے انہوں نے عرض کی کہ اے محمد ﷺ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی معفرت نہ ہوگی میں نے کہا آمین پھر جب دوسری سیر می پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپکا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود پاک نہ پڑھے میں نے کہا آمین پھر جب تیسری سیر می پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بوجھلے میں پایا، پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جاسکا تو میں نے کہا آمین (صحیح ابن حبان) روزہ کے فرض ہونے کی شرائط

۱۔ مسلمان ہونا ۲۔ بالغ ہونا ۳۔ عاقل ہونا ۴۔ عذر صحت ہونا ۵۔ عزم ہونا ۶۔ جنس مناس سے پاک ہونا ۷۔

بچے کا حکم

بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو والدین کو چاہیے کہ اسے روزے رکھنے کا حکم دیں اور جب دس سال کا ہو جائے تو خود بھی رکھنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت عقیقہ الرحمۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بچہ جیسے ہی آٹھویں سال میں قدم رکھے تو اس کے ولی پر لازم ہے کہ اسے نماز و روزے کا حکم دے، اور جب اسے گیارہواں سال شروعی ہو جائے تو ولی پر واجب ہے کہ صوم و صلوٰۃ پر مارے، بشرطیکہ روزے کی طاعت و عبادت ضرور دے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۲۰۳)

رمضان المبارک میں سرعام کھانے والے کا حکم

اگر اسلامی حکومت ہے تو رمضان المبارک میں سرعام کھانے والا شخص زندہ رہنے کا حقدار نہیں تھا کہ وقت پر لازم ہے کہ وہ اسے قتل کر دے۔

روا بخاری میں ہے کہ:

جو شخص رمضان المبارک میں غائب ہو جو کہ بلا عذر شرعی اطلاع کھائے ہے تو حکم ہے کہ اسے قتل کر دے۔

کر دیا جائے۔

سحری کھانا سنت مبارک ہے

پیارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سحری کھانے کو بابرکت فرمایا ہے۔ ایک عظیم صحابی رسول ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں بوقت سحری آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ سحری فرما رہے تھے مجھے آپ نے فرمایا یہ بابرکت طعام ہے اسے نہ چھوڑنا یہ صرف اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہی عطا فرمایا ہے۔ (نسائی شریف فضل السجود) ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہی برکت ہے۔

افطاری کرنا بھی سنت مبارک ہے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کیونکہ ان میں برکت ہے اور اگر یہ نہ ملیں تو پانی سے کیونکہ یہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی شریف)

افطاری کی دعا کب پڑھیں

سنت طریقہ یہ ہے کہ افطار کے بعد دعا پڑھی جائے پہلے روزہ افطار کریں اسکے بعد دعا پڑھیں اور دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ اَعْتَمْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَكَّلْتُ وَ عَلَیْ رِزْقِکَ اَقْطَرْتُ۔

یعنی اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

یہاں کہتے ہیں تیرے ہی رزق سے افطار کیا تو پہلے افطار کریں گے تو کہیں گے نہ کہ کھانے پینے کی چیزیں سامنے رکھ کر کہیں گے کہ افطار کیا۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۰)

روزے کو توڑنے والی چیزیں

جان بوجھ کر کھانا پینا، جماع کرنا، اور جان بوجھ کر تے (الٹی) کرنا جبکہ منہ بھر کہہ دے اور روزہ بھی یاد ہو، آنکھوں میں دوائی ڈالنا، کسی سوراخ مثلاً ناک، منہ، پیشاب کی جگہ سے کوئی چیز داخل کرنا اور وہ چیز اندر چلی جائے، منہ میں کوئی چیز تھپی اسے نکل لیا جبکہ وہ پنے کے برابر ہو یا اس سے

بڑی ہو، روزہ یاد ہونے کی صورت میں جان بوجھ کر یا بھول کر دوران وضو پانی حلق سے نیچے اتر گیا یا ناک میں ڈالا اور وہ دماغ تک پہنچ گیا۔ حقہ، سگار، سگریٹ پینا اور پان کھانا، مسواک کرتے ہوئے اتنا خون نکلنا کہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

روزہ توڑنے کا کفارہ

ایک غلام آزاد کرنا یا لگانا ساٹھ (60) روزے رکھنا (اگر درمیان سے ایک بھی رہ جائے تو از سر نو شروع کرے) یا پھر ساٹھ مساکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا۔

قضا اور کفارہ کن صورتوں میں لازم آتا ہے

جان بوجھ کر جماع کرنا، جسم کے سوراخ کے ذریعے کسی چیز کو جسم میں داخل کرنا جسے بطور دوا یا بطور غذا استعمال کیا جاتا ہو، قے کرنا جبکہ منہ بھر ہوا، رجاء بوجھ کر کی ہو۔

روزہ ضائع مت کریں

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سحری اور افطاری میں اذان کا انتظار کرتے ہیں، جب اذان ہوتی ہے تو کھانا پینا بند کرتے ہیں اور اسی طرح افطاری میں بھی اذان سن کر افطاری کرتے ہیں۔ حالانکہ سحری اور افطاری کا تعلق اذان سے نہیں بلکہ وقت سے ہے جیسے ہی وقت ہو جائے تو سحری کا کھانا پینا بند اور وقت افطار فوراً افطار کر لیا جائے۔

روزہ نہ رکھنے کی رخصت

اگر کوئی آدمی اتنا شدید بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے اسے جان جانے کا اندیشہ ہو یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو اور اسی طرح حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت جسے یہ خوف ہو کہ اگر بچے کو دودھ نہیں پلائے گی تو بچے کی جان خطرے میں پڑ جائے گی اور شرعی مسافر، ان کو شرعاً اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں مگر رمضان المبارک کے بعد پورے سال میں جب بھی موقع ملے، روزوں کی قضا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

ہدیہ: ایسا بوز عا آدمی جو اس قدر کمزور ہو کہ روزہ رکھنے سے مزید کمزور ہو جائے گا یا جان جانے کا خطرہ ہو تو وہ ہر روزہ کا فدیہ دے یعنی کسی غریب آدمی کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

روزہ نہ رکھنے کا نقصان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ اگر عمر بھر بھی روزہ رکھے، تو اس ایک روزے کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

تراویح

تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ اور یہ مرد و عورت سب کے لیے ہے۔ اگر جان بوجھ کر چھوڑیں گے تو گنہگار ہوں گے کیونکہ سنت مؤکدہ کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ ہے اور تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ بیس رکعات امام الانبیاء ﷺ سے ثابت ہیں۔

ابن ابی شیبہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

بے شک نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے مہینے میں وتر کے علاوہ بیس رکعات پڑھتے تھے (مسند ابن ابی شیبہ)

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاجْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

یعنی جو آدمی ایمان کے ساتھ ثواب طلب کرنے کے لیے رمضان میں قیام (تراویح) کرے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

دعا

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کرم ﷺ کے صدقے میں ہم سب کو رمضان المبارک کی خصوصی عبادات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

اسلام میں گداگری کی ممانعت

تحریر: علامہ محمد تقی عثمانی

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال وهو علی منبر وذكر الصدقة والتعفف والمسئلة الید علیا خیر من الید السفلی فالید علیا ہی المنفقۃ والسفلی ہی السائلۃ۔ (بخاری شریف ۱۹۲۱، مسلم شریف ۳۳۲۱)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا صدقہ اور مانگنے سے بچنے کے متعلق اور مانگنے کی برائی ذکر فرمائی کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے۔

صدقہ

زکوٰۃ تو فرض ہے اور وہ بھی صدقہ ہے لیکن وہ تو صرف صاحب نصاب پر لازم ہوتی ہے اس کے علاوہ صدقات نافلہ ہوتے ہیں جو کہ صاحب نصاب اور نصاب سے کم مالیت والے بھی کر سکتے ہیں بلکہ بعض صدقات فقراء اور مساکین بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ تسبیحات و تکبیرات بھی صدقہ کا حکم رکھتی ہیں، بلکہ کسی سے ہتے چہرے کے ساتھ ملنا بھی صدقہ ہوتا ہے اور یہ صدقات موجب اجر و ثواب اور بلیات و آفات کے نکلنے کا سبب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ روایت میں ہے:

علیکم بالصدقة فان اللہ تعالیٰ لیدرأ بالصدقة سبعین بابا من البلاء ايسرها الجزام والبصر۔

ترجمہ: اپنے اوپر صدقہ لازم کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ کی برکت سے ستر دروازے بلاؤں کے دفع فرماتا ہے۔ ان میں سے معمولی اور آسان دروازہ جذام (کوڑھ) برص (سفید داغ) ہے۔ (کشف الغمہ)

حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

باددوا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها۔

ترجمہ: صدقہ کرنے میں جلدی کرو، بے شک بلائیں اس سے تجاوز نہیں کرتیں (یعنی ٹل جاتی ہیں)۔ (مشکوٰۃ ص: ۱۶۷)

ان مبارک حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مصائب و بلیات اور آفات کا واحد علاج صدقہ ہے اور صدقہ کی برکت سے مصیبت ٹل جاتی ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ صدقات گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں لیکن جس طرح ہر عمل میں اخلاص شرط ہے۔ اسی طرح صدقات بھی وہی نفع بخش اور فائدہ مند ہوتے ہیں جس میں اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب ہو اور ان کو احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ضائع نہ کر لیا ہو جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

لا تبطلوا صدقاتکم باليمن والاذی۔

ترجمہ: اپنے صدقات احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے کے ساتھ باطل نہ کرو۔

جس پر صدقہ کرے اُس کا احسان جائے کہ اُس نے صدقہ قبول کر لیا، اس پر احسان جتلانے اور اُس کو حقیر جاننے اُس کو تکلیف و اذیت پہنچانے سے صدقہ کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

سوال کرنے کی مذمت

بغیر حاجت شدیدہ اور سخت مجبوری کے سوال کرنا اور لوگوں سے مانگنا سخت مکروہ اور ناپسندیدہ امر موجب ذلت و رسوائی ہے بلکہ چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے محنت و مشقت کر کے گزارہ کرے اور صبر و قناعت کرے۔ بلکہ اس طرح وقت گزارنا مانگنے کی ذلت سے ہزار درجہ بہتر ہے جیسا کہ بخاری و مسلم شریف میں ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال والذی نفسی بیدہ

لان یاخذ احدکم حبلہ فیحتطب علی ظہرہ خمرلہ من ان یتاتی رجلا فیسالہ اعطاک ومنعہ۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص رسی پکڑے اور اپنی پیٹھ پر لکڑی کا گٹھا لاد کر لائے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے، وہ اسے دے یا نہ دے۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ محنت و مزدوری کر کے کمانا اور کھانا لوگوں سے مانگنے سے بچنا، بہت بہتر ہے کیونکہ اس طرح نفس ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اس کا وقار مجروح ہوتا ہے ورنہ پھر گداگری کرنا

اور گلیوں میں گھوم کر مانگنا اور طرح طرح کے حیلوں، بہانوں سے مانگنا اور جھوٹ بولنا کبھی ماں باپ کی بیماری ظاہر کرنا اور کبھی بے گھر ہونے کا بہانہ بنانا اور مال جمع کرنا اور گداگری کو پیشہ بنالینا بہت ہی معیوب امر اور ذلت و رسوائی کا باعث اور آخرت میں تباہی و بربادی کا سبب ہے۔

حدیث شریف میں سید دو عالم ﷺ نے فرمایا:

جو لوگوں سے اپنا مال بڑھانے کے لئے سوال کرتا ہے وہ اپنے لئے (جہنم کے) انگاروں کا سوال کر رہا ہے۔ (اب اس کی مرضی) خواہ کم سوال کرے یا زیادہ۔

اسی طرح ایک حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں میں گھومتا رہتا ہے۔ لقمہ یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجور لے کر چلا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مسکین کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی ضروریات سے اس کو بے نیاز کر دے اور نہ اس کے آثار سے مسکینی و فقر کا پتہ چلے تاکہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا مسکین، فقیر وہ نہیں ہے جو مروجہ گداگری کرتا ہے اور در بدر کی شکو کریں کھاتا پھرتا ہے ہاں ایسا مسکین ہو جس کی نشاندہی حدیث میں کی گئی ہے جس کو اس کے حالات کا پتہ لگ جائے۔ وہ اس کی مدد کرے اور اس پر صدقہ کرے اور لوگوں سے تعاون کرائے، تو وہ بہت بہتر ہے اور ایسے حاجت مند پر صدقہ کرنے کا بہت اجر و ثواب ہے بغیر ضرورت اور حاجت کے مانگنا قیامت میں ذلت و رسوائی کا سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انسان سوال کرتا رہے گا حتیٰ کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

ان احادیث و روایات سے ظاہر ہوا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا، مانگنا اور گداگری کو پیشہ بنانا دنیوی اور اخروی ذلت و رسوائی کا سبب ہوگا اور مال داری کے لئے سوال کرنا ایسا ہے جیسے آگ کے انگاروں کا سوال کرنا اور مانگنے والا کل قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے ایسا ذلیل و رسوا ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔

اس مذکورہ حدیث میں بھی یہی ہے کہ آپ نے صدقہ کرنے پر ابھارا اور مانگنے کی برائی بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”اوپچا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔“ اللہ تعالیٰ اپنے راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

دارالافتاء آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل

﴿وقتِ افطار کی تحقیق﴾

استاذ الاساتذہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

سوال ہمارے علاقے میں جتنے بھی نقشہ ہائے سحر و افطار شائع ہوتے ہیں ان کا طریقہ یہ ہے کہ غروب آفتاب کے وقت میں 3 منٹ جمع کر کے وقتِ افطار مقرر کر دیا جاتا ہے مثلاً 2002-11-7 کو غروب شمس کا وقت 5 بج کر 16 منٹ ہے جبکہ وقتِ افطار 5 بج کر 19 منٹ یا زیادہ سے زیادہ 5 بج کر 15 منٹ مقرر کیا گیا ہے۔

لیکن پروفیسر محمد معروف صاحب گذشتہ کچھ عرصے سے جو نقشہ شائع فرما رہے ہیں۔ وہ بڑی شد و د اور بے زور اصرار کے ساتھ فرماتے ہیں کہ باقی تمام نقشے جو کہ مدرسہ اشاعت العلوم چکوال یا دوسرے ادارے شائع کرتے ہیں وہ غلط ہیں۔ انہوں نے وقتِ افطار، غروب آفتاب میں 12 منٹ جمع کر کے شائع فرمایا ہے۔ مثلاً 7 نومبر کا وقت 5 بج کر 28 منٹ ہے اس طرح تقریباً آٹھ یا نو منٹ کا فرق ہے۔

آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں اپنی محققانہ رائے بذریعہ جوابی خط ارشاد فرما کر لوگوں کو اس الجھن سے نکالیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں مزید برکت عطا فرمائے آمین۔

سائل: خادمہ علمائے حق۔ حافظ سلطان محمود علوی

پرنسپل شاہین ماڈل سکول کلہاڑ ضلع چکوال

الجواب: شرعی مسئلہ میں تردد ہو یا معلوم نہ ہو تو طلب کی ضرورت ہے لیکن مسئلہ معلوم ہو اور فریقین موافق و مخالف موقف سے آگاہ ہوتے ہوئے سوال کریں تو مکرر ہوگا۔ غروب کل آفتاب کے بعد ۱۲ منٹ تاخیر کرنا حضرت علامہ استاذ العلماء کی اپنی تحقیق ہے اور ان کے تلامذہ بغیر دلیل ان کی پیروی میں ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ استاذ الاساتذہ نے کبھی اشتہار نکالا نہ کبھی کسی کو چیلنج دیا بلکہ اپنی رائے کے مطابق احتیاط فرماتے تھے ورنہ تو لازم آئے گا کہ ۱۲ منٹ تاخیر کے بغیر افطاری ناجائز ہے اور روزہ ضائع ہو جائے جبکہ استاذ العلماء مولانا عطاء محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام علماء فقہاء، مصنفین متون و شروع و فتاویٰ سب حضرات غروب کل قرص آفتاب کو وقتِ نماز و افطار

قرار دے رہے ہیں، حضرت استاذ العلماء مولانا عطاء محمد صاحب کا معاملہ ایسا ہے جیسا کہ روایت میں ایک واقعہ عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا موجود ہے، کہ انہوں نے رمضان میں مغرب کی نماز کے بعد افطار فرمایا جس کی تمام علماء کرام و اسلاف نے یہ تاویل فرمائی کہ اس صورت کے بیان جواز یا احتیاط یا افطاری مہیانہ ہونے کی صورت میں ایسا کرتے، تو حضرت استاذ العلماء بھی اسی تاویل احتیاط پر عمل پیرا تھے، وہ تمام مسلمانوں کے عمل افطار کو کس طرح غلط کہہ سکتے تھے، لیکن علامہ بغیر دلیل اور بغیر سمجھے لوگوں اور تمام مسلمانوں کے روزہ پر فساد کا حکم لگا رہے ہیں اور چیلنج اشتہار وغیرہ سے کام لے رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے متعلق فرمایا: انا امة اعینہ لا تلتب ولا تحسب، یہ فرما کر ان کے لئے راہ سہولت نکالی کہ شریعت کے احکام کا مدار سورج و چاند کے حسی مراحل پر رکھا جن کا مشاہدہ و معاینہ عوام کے دائرہ حواس میں ہے، فجر صادق حسی معاملہ ہے، طلوع و غروب حسی معاملہ ہے اگر غروب قرص شمس تمام کو غروب شمس نہ مانیں اور کہیں کہ ابھی ۱۲ منٹ غیر حسی طور پر مزید باقی ہیں تو شریعت کا مدار مشاہدہ اور رویت پر نہ ہوگا، یرید اللہ بحکم الہی، یرسو ولا تعسرو، اصوموا الرطیۃ و افطروا الرطیۃ، وغیرہ انصوص کو ظہر انداز کرنا لازم ہوگا۔ پھر خاص افطار کے متعلق غلط کی تاکید میں تمام روایات بے معنی قرار پائیں گی، لہذا تحقیق وہی ہے جو امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے وہی حق ہے، اقبال لیل، ادبار نہار، غربت الشمس کے معانی و مصداق اور ان کی تشریح علی حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ جلد پنجم، اوقات کی بحث، جلد دوم، کتاب الصوم، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن دیکھیں۔ پھر علامہ نووی شرح مسلم، ملا علی قاری، شامی کی کتب کے یہ مقامات دیکھیں، اقبال لیل کا مطلب اور غربت الشمس کا مطلب، واضح ہو جائے گا کہ یہ سب غروب قرص آفتاب کی علامت ہیں اصل حکم غروب کل قرص آفتاب ہے جو کہ حسی معاملہ ہے جس طرح اقبال و ادبار نہار حسی ہیں۔ پھر یہ کہ تمام فقہاء کرام نے نہار شرعی، فجر صادق کے طلوع تا کل قرص آفتاب کے غروب کو قرار دیا ہے نیز یہ بھی مسلمہ بات ہے کہ نماز مغرب اور افطار کا وقت ایک ہے اگر افطار کے لئے ۱۲ منٹ تاخیر کرنی ضروری ہے تو نماز مغرب بلکہ اذان مغرب کے لئے بھی روزانہ ۱۲ منٹ کی تاخیر لازم ہوگی، ہاں اگر احتیاط کی بات کریں افضل کہیں، جائز کہیں، تو کوئی اعتراض نہیں تاہی انکار ہے لیکن ضروری لازمی نہ کہیں، کیونکہ یہ شریعت پر افتراء ہے اور مسلمانوں سے سہولت چھین کر ان کو عسر اور مشکل اور حرج میں ڈالنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



رمضان کیلینڈر اگست 2011ء



نام ایام	رمضان المبارک اگست	منہائے صبح	وقت افطار
منگل	1	3:47	6:59
بدھ	2	3:47	6:58
جمعرات	3	3:48	6:56
جمعہ	4	3:49	6:56
ہفتہ	5	3:50	6:55
اتوار	6	3:51	6:54
پیر	7	3:52	6:53
منگل	8	3:53	6:52
بدھ	9	3:54	6:51
جمعرات	10	3:55	6:50
جمعہ	11	3:56	6:49
ہفتہ	12	3:57	6:48
اتوار	13	3:58	6:47
پیر	14	3:58	6:47
منگل	15	3:59	6:46
بدھ	16	4:00	6:45
جمعرات	17	4:01	6:44
جمعہ	18	4:02	6:43
ہفتہ	19	4:03	6:42
اتوار	20	4:04	6:40
پیر	21	4:05	6:39
منگل	22	4:06	6:38
بدھ	23	4:07	6:37
جمعرات	24	4:08	6:36
جمعہ	25	4:09	6:35
ہفتہ	26	4:10	6:34
اتوار	27	4:10	6:32
پیر	28	4:11	6:31
منگل	29	4:12	6:30
بدھ	30	4:13	6:29
	31		